هفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲ر جولائی ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

حدیث اور معاشرت

ترتیب ——— محمد منصور الزمان صدیقی

نماز قبول نہیں

تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی اوپر جاتی ہے۔ ان میں سے ایک وہ عورت ہے جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔ (مشکوٰۃ)

○

شوہر کی رضامندی

جو عورت مرجائے اور اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنّت میں داخل ہوگی۔ (احیاء العلوم)

○

احتیاط

خیال رکھو کوئی مرد اکیلا کسی عورت کے پاس نہ بیٹھے جب تک کہ وہ اس کے قریب کی رشتہ دار نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

○

نیّت کی اہمیّت

اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے (یعنی جزا و سزا ظاہری عمل پر نہیں نیّت پر ہوگی۔ (بخاری)

بڑا گناہ

ایک مرتبہ صحابہؓ نے پوچھا۔ سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا۔ شرک، قتل، ماں باپ کی نافرمانی۔ پھر فرمایا۔ میں تمہیں بڑے گناہ کی خبر نہ دوں۔ وہ ہے جھوٹی شہادت (جھوٹی گواہی دینا)۔

○

غیبت

کسی صحابی نے پوچھا۔ غیبت کیا ہوتی ہے؟ فرمایا۔ اپنے بھائی کے ایسے عیوب بیان کرنا جنہیں وہ پسند نہ کرتا ہو۔ صحابیؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ عیب اس میں موجود ہوں تو؟ فرمایا۔ اگر وہ عیوب اس میں موجود ہیں تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

○

بھیک مانگنا

کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاد کر لائے اور اسے بیچ کر روزی کمائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ آدمیوں سے مانگتا پھرے۔

[illegible]عالم

جب تم میں سے بہترین افراد تمہارے امیر ہوں، تمہارے دولت مند سخی ہوں، تمہارے امور باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو زمین کا باہر تمہارے لئے زمین کے اندر سے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے بدترین افراد تمہارے امیر ہوں، تمہارے دولت مند بخیل ہوں اور تمہارے جملہ امور عورتوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا اندر اس کے باہر سے بہتر ہے۔

○

موت

جو خدا سے ملنا چاہے خدا بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو خدا سے نہ ملنا چاہے خدا بھی اس سے نہیں ملنا چاہتا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سب موت سے نفرت کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ جب مومن کے سامنے موت آتی ہے تو اُسے خدا کی رضا اور اس کی بخشش کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں اسے موت سے زیادہ کوئی

(باقی ۱۴)
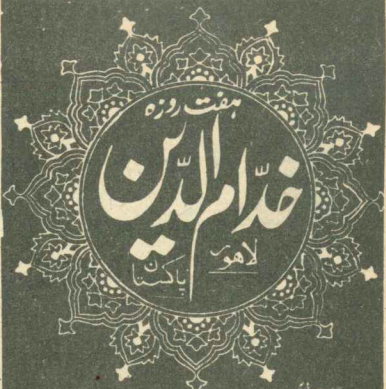
١٧ ر رمضان المبارک

٢ھ / ٦٢٣ء شہداء بدر کی ولولہ انگیزیوں کو یاد کرنے کا دن ہے ———

٥٨ھ / ٦٧٨ء امت کی ماں، نبیؐ کی رفیقہ کا یوم وصال ہے ———

٨٢ھ / ١٩٦٢ء حضرت امام لاہوری قدس سرہ العزیز کی خدمت قرآن اور انقلاب انگیز قیادت کو یاد کرنے کا دن ہے اور ساتھ ہی کاروان خدام الدین اپنے اٹھائیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمتِ دین اور وقت کے ہر باطل کو للکارنے کی توفیق کے ساتھ آگے بڑھائے۔ کروڑوں رحمتیں نازل ہوں حضرت لاہوریؒ کے مزار مقدس پر اور سلسلہ

عالیہ قادریہ راشدیہ کے متوسلین کی قبور پر جنہوں نے حضرتؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور اپنی زندگیوں کو قرآن کے انقلابی پروگرام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اپنے امام اور قائد موجودہ حضرت لاہوری مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، کی قیادت میں مزید ترقیات سے نوازیں۔ اور دارین میں ہر نوع کی سعادتوں سے سرفراز فرمائیں۔

آمین یا الہ العالمین!

خدام الدین کا ۲۸ واں سال

حضرت لاہوری قدس سرہٗ کی یادگار ہفت روزہ "خدام الدین" کے ۲۷ سال پورے ہو گئے۔ ۲۸ واں سال شروع ہو گیا۔ اس عرصہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصّہ تو وہ ہے جب حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ خود دنیا میں موجود تھے ان کی سرپرستی پرچہ کو نصیب تھی انجمن کے تمام معاملات کی طرح پرچہ پر بھی ان کی بھرپور نظر تھی ایک ایک چیز کا وہ خود جائزہ لیتے —— اس کا نتیجہ یہ تھا کہ بحمداللہ تعالیٰ پرچہ پاکستان کے ہفت روزوں میں سب سے زیادہ چھپتا ہے۔ ان گنت کو اس کے ذریعہ خیر و سعادت کا راستہ نصیب ہوا۔ ہزاروں لوگ محض اسے پڑھ کر اللہ والے بن گئے۔ حضرتؒ کے بعد اب بھی ماشاءاللہ پوری آب و تاب کے ساتھ ماہتاب ہدایت حضرت مولانا عبیداللہ انور بقاہ اللہ تعالیٰ کی صورت میں دمک رہا ہے خوش نصیبی کی بات یہ ہے کہ بحمداللہ یہ سلسلہ خیر تیسری اور چوتھی نسل تک جا پہنچا ہے اللہ رب العزت اس خانوادے کی آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی خدمت دین کے چن لے۔

پھر —— ع "ساقی نماند قدح باقی رہ گیا" ساقی نہ رہا۔

نازک سے نازک دور آئے، بڑی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن کارکنان ادارہ نے جوں توں کر کے اپنا سفر جاری رکھا۔ ہمارا دل اپنے خالق و مالک کے حضور جھکا ہوا ہے کہ اس کی توفیق اسی نے بخشی —— تاہم اس موقعہ پر ہمیں شکایت ہے اُن حضرات سے جو ہمارے ایجنٹ ہیں —— یہ حضرات ایک دینی جریدہ کے ایجنٹ ہیں ہم نے ان پر اعتماد کیا، لیکن انہوں نے ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ آج ہزاروں روپیہ ان شرفاء کے ذمہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں اپنا سفر جاری رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ ہم بہر طور ہر تلخی برداشت کر کے دین حق کے اس مناد کو جاری رکھیں گے لیکن ہمارے احباب کو بھی توجہ کرنی چاہئے۔ ایجنٹ حضرات خدا خوفی کا مظاہرہ کریں اپنے بقایا جات فوراً ادا کریں —— ہر شہر کے قاری حضرات ایجنٹ صاحبان کو اس طرف توجہ دلائیں، مجبور کریں۔ قارئین اپنے اپنے دائرہ میں حلقہ اشاعت اس طرح بڑھائیں کہ ہر خریدار کم از کم ایک نیا خریدار بنائے۔ اہل علم و قلم اپنی نگارشات ارسال کر کے ممنون کریں اور ہمیں اپنے مناسب مشوروں سے نوازیں۔ آئیں اپنے اپنے دائرہ میں مل کر کوشش کریں تاکہ یہ چمن ہرا بھرا رہے۔ اس پر مزید نکھار آئے اور ہم صحیح معنوں میں "خدام دین" بن سکیں۔

علی

۹ رمضان ۱۴۰۲ھ

ذکر اللہ میں مشغول رہنے کیلئے صحبتِ صالحین اختیار کرنی چاہیئے

جانشینِ شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ العالی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَذْکُرُ اللہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ اوکما قالت رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا یعنی ذکر اللہ سے مومن کا کوئی وقت خالی نہیں رہنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے انسان گناہوں کے ارتکاب سے بھی بچا رہتا ہے دینی فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں ہوتی اور نیکی و بھلائی کے کاموں کی طرف طبیعت کا میلان بڑھتا رہتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی جو حدیث میں نے پڑھی ہے اس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ آپؐ ہر حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ تمام مصروفیات میں یادِ الٰہی سے غفلت کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا — حتیٰ کہ سونے کی حالت میں بھی اللہ کا ذکر جاری رہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں سوتا ہوں تو میری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے ہمیں دین کے راستے پر لگایا اور ان کے ذریعہ سے اللہ کا یہ دین ہم تک پہنچا۔ یہ ہمارا ذکر اللہ کی مجالس میں محض یادِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے پاک نام کے ذکر کے لیے اکٹھے ہونا بھی انہی اکابر کی دین کے لیے محنت اور خلوص کا نتیجہ ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادے کو وصیت فرمائی تھی کہ:-

یٰبُنَیَّ عَلَیْکَ مَجَالِسَ الْعُلَمَاءِ وَ کَلَامِ الْحُکَمَاءِ۔ اے میرے لختِ جگر! علماء کی صحبت اختیار کر اور داناؤں کی باتوں کو لازم پکڑ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ علماءِ دین رنگ فروش ہیں، اللہ والے رنگ ساز ہیں۔ اس لیے اپنے اعمال و کردار کو دین الٰہی اور شریعتِ اسلامیہ کے رنگ میں رنگنے کے لیے ہمیں اہل اللہ اور علماء ربانی یعنی اہل طریقت اور اہل شریعت دونوں مقدس گروہوں سے کسبِ فیض کرنا ہوگا۔ ان میں کسی ایک کو بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ آج جو لوگ علماء دین کی رہنمائی کے بغیر اور دین و شریعت کو چھوڑ کر اہل طریقت ہونے کے مدعی ہیں وہ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں خود بھی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے پیچھے لگا کر گمراہ کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی جو حالت ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی طبیعت اِبا کرتی ہے۔ ان لوگوں نے توہمات اور شعبدہ بازیوں کا نام دین رکھ لیا ہے۔ اور خدا و رسولؐ کے احکام پر عمل کرنا اور دنیا کو دین پر چلنے کی تعلیم دینا تو درکنار وہ تو اُلٹا لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ مولویوں کی باتیں ہیں ہمیں

خطبہ جمعہ

پاکستان کی بقاو سلامتی کے لیے اسلامی قوانین کا نفاذ ضروری ہے

اسلام سے روگردانی کے باعث ہی ملک دو ٹکڑے ہوا

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (الحج آیت ۴۱)

ترجمہ : وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں اور بُرے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

آج چھ ستمبر ہے۔ ملک میں پوری قوم یوم دفاع پاکستان منا رہی ہے۔ آج سے ٹھیک نو سال قبل ہم جارحیت کا نشانہ بنے تھے۔ جب بھارتی حکمرانوں نے منہ اندھیرے کسی اعلان جنگ کے بغیر پاکستان پر حملہ کر دیا تھا۔

بلاشبہ ہر ملک کا دفاع اس کی فوجی طاقت کے مضبوط و مستحکم ہونے پر منحصر ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک کسی اسلامی مملکت کے دفاع و استحکام کا مسئلہ ہے۔ اس کے حل کے لیے مسلح افواج کو مضبوط و مستحکم اور چاک و چوبند ہونے سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ اس ملک کی حکومت اور عوام اپنے دینی فرائض اہتمام کے ساتھ پورے کرتے رہیں۔ اللہ کے حکموں کو پس پشت نہ ڈالیں۔ حق کا بول بالا کریں اور برائیوں کا قلع قمع کریں کیونکہ اس کے بغیر پوری قوم جہاد کے اس جذبۂ صادق سے سرشار نہیں ہو سکتی کہ جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت ٹھہر نہ سکے۔

آج مملکت پاک میں ان شہیدوں کی یاد منائی جا رہی ہے جو ملک و ملّت کا دفاع کرتے ہوئے دشمن کی توپوں کے دھانوں سے اگلتی آگ کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ جنہوں نے دشمن کے ہر وار کو اپنے جسموں پر روکا۔ ان کے ایمان کی طاقت کے سامنے ہلاکت و بربادی کے دیوہیکل ہتھیار ٹینکوں، توپوں اور سینکڑوں پونڈ وزنی بموں کی نبضیں چھوٹ گئیں اور وہ ناکارہ ہو کر رہ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستانی قوم کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور پوری دنیا میں ہمارے ملک اور مسلح افواج کا وقار بلند ہو گیا۔ یہ سب اسلام کی برکت تھی۔ اس وقت کے سربراہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے قوم اور مسلح افواج سے کہا تھا کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے ہوئے دشمن پر کاری ضرب لگا کر اسے جارحیت کا مزہ چکھا دو۔ یہ اسی کلمے کی برکت تھی کہ ستمبر ۶۵ء میں ہم نے اپنے سے پانچ گنا بڑی طاقت کو شکست دی۔ اللہ رب العزّت کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چاہیے یہ تھا کہ پاکستان کے عوام اور حکمران صدق دل سے کامل طور پر اسلام پر کاربند ہو جاتے۔ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیتے اور یہاں کتاب و سنّت کی حکمرانی قائم ہو جاتی لیکن صد افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔

عریانی، بے ایمانی اور جنسی انارکی نے اپنا راج قائم کر لیا۔ پھر یہاں مساجد کی توہین ہوئی۔ حکمرانوں نے مداخلت

فی الدین کا ارتکاب کیا

اور اللہ تعالےٰ سے جو وعدہ کر کے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اسے پورا نہ کیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کا قہر اور غضب نازل ہوا۔ قائد اعظم کا بنایا ہوا پاکستان ٹوٹ گیا اور ہمارے نوّے ہزار فرزندانِ توحید ان ہندوؤں سکھوں کی قید میں چلے گئے جو گائے کو خدا مانتے، پتھروں کے سامنے پیشانیاں رگڑتے اور درختوں اور آگ اور پانی کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔

آج چھ ستمبر ہے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ نیا پاکستان مضبوط و مستحکم ہو، اس کی سلامتی پر آنچ نہ آئے اور وہ دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہی ہے کہ اس مملکت میں کتاب و سنت کی بالادستی قائم کر دی جائے۔ پاکستان اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا باشندگانِ پاکستان کی اکثریت مسلمان ہے۔ علماء کی جدوجہد سے مملکت کا سرکاری مذہب اسلام تسلیم کیا جا چکا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اب وہ فرائض ادا کیے جائیں جو رب العالمین نے ہم پر عائد کئے ہیں۔

زندگی وہی ہے جو اللہ کی رضا کے مطابق گزرے اب رمضان المبارک کی آمد ہے۔ ضروری ہے کہ پاکستان میں رمضان المبارک کا احترام و اکرام ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے کیا جائے۔ فحاشی اور بے حیائی، قمار بازی اور شراب نوشی کے اڈے بند کیے جائیں، سینما گھروں کو تالے لگائے جائیں۔ پورا رمضان ریڈیو اور ٹیلیویژن سے فلمی نشریات بند کی جائیں۔ ان ذرائع ابلاغ سے قوم کی دینی اور اخلاقی تربیت کا کام لیا جائے، روزہ اور نماز کا سختی سے احترام کرایا جائے۔

قرآن پاک میں مومنوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :-

"وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کریں اور بُرے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

غور فرمائیں کہ کس طرح وضاحت کے ساتھ ایک اسلامی حکومت کے امتیازی اوصاف کو بیان فرمایا گیا ہے ۔ اس آیت میں مسلمانوں کو حکومت دینے کا اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ فرمایا وہ پورا ہو کر رہا۔ اور حضرات صحابہ کرام رضٰ نے اپنے عمل سے دنیا کو اسلام کا گرویدہ کر لیا۔ اسلامی مملکت میں اسلامی احکام کا نفاذ ہوا اور برائی کا قلع قمع ہو گیا ۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

"یہ ان ہی مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے۔ اور جن کو گھروں سے نکالا گیا۔ یعنی خدا ان کی مدد کیوں نہ کرے گا۔ جبکہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اسے زمین کی سلطنت دے دیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں۔ بذاتِ خود بدنی اور مالی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے ان کو زمین کی حکومت عطا کی اور جو پیشین گوئی کی گئی تھی حرف بحرف سچی ہوئی۔ فللّٰہ الحمد علیٰ ذالک۔ اس آیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین اور ان میں اخص خصوص کے طور پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی۔

پاکستان اسلامی حکومت ہے اس لیے یہاں کے حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ نظام زکوٰۃ اور نماز کا قیام عمل میں لائیں اور یہاں خدا کے حکموں کو جاری کریں۔ پھر ہر مسلمان کا فرض ہوگا کہ وہ ان کا حکم مانے لیکن اگر اسلامی مملکت کے حکمران احکامِ خداوندی کی نافرمانی کرتے ہوں اور خدا کی مخلوق پر اپنا قانون چلاتے ہوں۔ کتاب و سنّت اور شعائر اسلامیہ کی پاسداری ان کے اقوال و افعال سے عنقا ہو گئی ہو تو مسلمانوں پر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے رذیل حکمرانوں کا حکم ماننا ضروری قرار نہیں پاتا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے احکام کی تابعداری کرنے اور ہمارے حکمرانوں کو اسلامی احکام نافذ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین !

محمد سعید الرحمٰن علوی

روزوں کی قضا

عَن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان یکون علی الصوم من رمضان فما استطیع ان اقضی الا فی شعبان۔

حضرات شیخین یعنی امام بخاری و مسلم رحمہا اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے جو روایت نقل کی گئی اس کی راویہ ام المومنین سیدۂ کائنات عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور اس کا تعلق رمضان کے روزوں کی قضا سے ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ امت مسلمہ پر سال کے ایک مہینہ یعنی رمضان کے روزے فرض ہیں۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیات ۱۸۳، ۱۸۴ اور ۱۸۵ میں موجود ہے اور اس سے بھی آپ واقف ہیں کہ روزہ نام ہے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے کی اشیاء سے دست برداری اور تعلقات زوجیت سے علیحدہ رہنے کا۔ اس کے فضائل و برکات کا سلسلہ لامتناہی ہے جبکہ اس مختصر صحبت میں محض اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ کا اجر اپنی ذات کو قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: الا الصوم فانہ لی و انا اجزی بہ۔ اور رمضان کی آخری رات میں امت کی بخشش کا ذکر مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے موجود ہے

حضور علیہ السلام کا ایک طویل خطبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے امام بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا جس میں اس مہینہ کو شہر عظیم اور شہر مبارک فرمایا۔ نیز ارشاد ہے کہ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس مہینہ میں نفل نیکی کا ثواب عام دنوں کے فرائض کے برابر ملتا ہے۔ تو فرض نیکی کا ثواب ستر گنا زائد۔ نیز اسے صبر کا مہینہ بتلایا گیا اور باہمی ہمدردی و غم خواری کا۔ اور فرمایا کہ اس میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے۔ الغرض برکات اور فضائل ہیں کہ ان پر گفتگو مختصر وقت میں ممکن نہیں ـــ اس وقت جو بات کہنا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اسباب ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ انسان روزہ نہیں رکھ سکتا، اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر غایت درجہ مہربان ہیں انہوں نے ان اسباب و اعذار کی بنا پر روزہ ترک کرنے کی اس طرح اجازت دے دی کہ دوسرے وقت میں جب وہ عذر و سبب باقی نہ رہے روزہ رکھ لیا جائے اس کو قضا کہتے ہیں بعض وجوہات سے قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے مثلاً ایک شخص نے قصداً کھا پی لیا یا ایسی حرکت کر لی جس سے روزہ کی حالت میں الگ رہنا ضروری تھا تو اب اسے کفارہ ادا کرنا ضروری ہوگا یعنی یا تو وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے

اور بعض اسباب ایسے ہیں جن سے محض قضا لازم آتی ہے۔ یعنی صرف ایک روزہ بدلہ میں رکھنا پڑتا ہے اور جو شخص بغیر کسی عذر شرعی کے روزہ نہیں رکھتا وہ انتہائی مجرم ہے اور حدیث میں ہے کہ بغیر عذر ایک روزہ چھوڑ دینے والا اس کی قضا میں ساری عمر روزے رکھتا رہے تو برکات اس طرح کی حاصل نہ ہوں گی گو قضا محض ایک ہی روزہ سے ہو جائے گی۔ وہ اسباب جن سے محض قضا لازم آتی ہے ان کی علماء نے تفصیل لکھی ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ کوئی شخص کھانا پیتا نہیں صورت و معنی کے اعتبار سے کھانے پینے کی شکل بن جاتی ہے۔ مثلاً پتھر، مٹی کی ڈلی یا اس قسم کی چیزیں جو عادتاً کھائی نہیں جاتیں اتفاق سے نگلی گئیں تو ایسی شکل میں قضا لازم آئے گی۔ مثلاً منہ بھر کر قے آئی اور سوء اتفاق سے اس کا کچھ حصہ کسی وجہ سے نگل لیا گیا تو اب روزہ ٹوٹ جائے گا۔ قضا لازم ہوگی ایک سبب یہ ذکر کیا گیا ہے کہ روزہ دار سے ایسی چیز صادر ہو جائے جو روزہ توڑنے کا باعث بن سکتی ہے لیکن اس میں اس کے قصد و ارادہ کو دخل نہ ہو۔ اسی طرح کسی شخص کو بغیر رضامندی کے کسی دوسرے کے

جبر و اکراہ سے کوئی ایسی چیز کرنا پڑی جو روزہ کے منافی تھی۔ اضطرار کی کیفیت طاری ہو جائے۔ روزہ دار کا فعل تو پایا جائے لیکن کفارہ واجب ہونے کی کوئی شرط مفقود ہو جائے۔ روزہ توڑ دینے کے بعد کوئی ایسا عذر لاحق ہو جائے جس سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے، رمضان کے علاوہ نفلی یا کفارہ وغیرہ کا روزہ توڑ دیا گیا، یا رات کو نیت واقع نہ ہو سکی، روزہ دار کا مکلف نہ ہونا، شبہ کی وجہ سے عمداً روزہ توڑ دینا۔ طلوع فجر یا غروب آفتاب کے اوقات میں تردد و شک کا شکار ہو جانا کسی یقینی عذر کے گمان سے روزہ توڑ دینا گو کہ بعد میں وہ عذر واقع نہ ہوا یہ تمام ایسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے ایک روزہ کے بدلے صرف ایک روزہ رکھنا پڑے گا رہ گئے اعذار تو اس میں مرض کی وہ شکل جس میں ہلاکت جان کا اندیشہ ہو، شرعی سفر ہاں اگر کوئی سفر میں روزہ رکھ لے تو نور علیٰ نور ہے، جبر و اکراہ، حمل و ارضاع یعنی دودھ پلانا اور ایسی بھوک پیاس جس کا لازمی خطرہ ہلاکت جان کی شکل میں سر پر منڈلا رہا ہو، جہاد اسلامی میں دشمن سے مقابلہ، اور ایسا بڑھاپا جو انسان کو چور چور کر دے، یہ ایسے اعذار ہیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان میں سے وہ اعذار جو وقتی ہیں وہ جب ختم ہو جائیں تو قضا کر لے۔ اور جو وقتی نہیں مثلاً بڑھاپا تو اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کی مقدار میں دے دیا کرے ـــ قضا میں اصل بات تو یہی ہے کہ جلد ممکن ہو گلو خلاصی کرا لے کہ زندگی کا اعتبار نہیں ہاں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے جیسا کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا روایت میں ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا آئندہ شعبان میں ممکن ہو سکی تو اس میں حرج نہیں ہاں بار دگر یہ ذہن میں رکھیں کہ ادائیگی میں تعجیل اور جلدی بہتر ہے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اپنی قضا کا ذکر کرتی ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ ہر حوا کی بیٹی پر مہینہ میں ایسے ایام آتے ہیں جب وہ قرآن نہیں پڑھ سکتی نماز ادا نہیں کر سکتی روزہ نہیں رکھ سکتی، ایسے ایام کی نمازوں کی شرعاً قضا نہیں لیکن روزوں کی ہے ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ وہ آئندہ چل کر شعبان میں قضا کر سکیں ـــ بہرحال اس حدیث کی روشنی میں یہ چند گذارشات پیش کر دیں۔ مسائل کا سلسلہ وسیع تر اور دراز تر ہے اپنے روزوں کی اصلاح و درستی کے لئے مقامی علماء کرام سے رجوع کرتے رہنا چاہئے تاکہ انسان گڑبڑ سے محفوظ رہ کر نیکی کا حقیقی ثمرہ حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے۔

بقیہ: مجلس ذکر

ان کی ضرورت نہیں۔

اب آپ اندازہ فرمائیں کہ جو لوگ نماز روزے کے بھی قریب نہ جائیں اور اسے مولویوں کی باتیں کہیں اور جب اذان کی آواز سنائی دے۔ تو (العیاذ باللہ) کہیں کہ بدمعاشوں کو آوازیں پڑ رہی ہیں۔ کیا یہ لوگ خدا کی مخلوق کو گمراہ نہیں کر رہے۔ جو خود فسق و فجور میں لت پت ہیں وہ دوسروں کو نیکی کا راستہ کیسے دکھائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خدا کی زمین پر ایک بوجھ ہیں۔ یہ خدا رسیدہ نہیں خدا کے باغی ہیں، ان لوگوں کے زندہ رہنے سے ان کا مرجانا بہتر ہے۔ یہ لوگ مخلوق کو اپنے خالق سے تعلق جوڑنے کی دعوت دینے کے بجائے لوگوں کو شرک و بدعت اور بے دینی کے ایسے کاموں پر اکساتے ہیں جن کے کرنے سے خدا تعالیٰ کا غضب اور قہر ان پر نازل ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے غلط کار اور بد باطنوں سے نجات دے اور اہل حق کی صحبت نصیب فرمائے ـــ

صحبت صالح ترا صالح کند

[illegible]

شب قدر

محمد شفیع عمرالدین (میرپور خاص سندھ)

یہ بڑی مبارک اور فضیلت والی رات ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ (القدر-۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے۔

یعنی پورا اللہ تعالےٰ کا آخری کلام، قیامت تک کے سب انسانوں اور جنوں کی ہدایت کے لئے اس مبارک شب میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر بیت العزت میں اُتارا گیا۔ پھر اس کے بعد آسمانِ دنیا سے زمین پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا تیئیس برس کے عرصہ میں نازل ہوا۔ لہٰذا یہ بڑی بابرکت اور عظیم الشان رات ہے۔

یہ رات رمضان المبارک کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ یا ۲۹ شب میں ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات (یعنی لیلۃ القدر) کو تلاش کیا کرو (عبادتِ الٰہی اور اذکار و دعاؤں میں مشغول رہتے ہوئے) آخری دس راتوں میں۔ پس اگر کوئی شخص تم میں سے کمزور و عاجز رہا (پوری دس راتوں کے احیاء اور ان میں عبادت کرنے سے) تو پھر اس کو مغلوب (اور عاجز) نہ ہونا چاہئے۔ باقی سات راتوں (میں عبادت اور لیلۃ القدر کی جستجو) سے۔ (ترجمہ تجرید صحیح مسلم حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو آپؐ تمام شب بیداری میں گذارتے۔ اور ازواج مطہراتؓ (اور گھر کے لوگوں کو) بھی بیدار رکھتے۔ اور عبادت میں خوب کوشش اور جدوجہد سے فرماتے۔ اور مضبوطی کے ساتھ پٹکہ کس لیتے (ایضاً)

(ف) جس سے معلوم ہوا کہ یہ ایام عبادت کے لئے نہایت ہی سرگرمی اور انہماک کے دن ہیں۔

چنانچہ اس زمانہ کے اندر آپؐ کی دعاؤں میں تضرع و زاری اور عبادت میں خشوع و خضوع کی جو نمایاں شان اور خصوصی کیفیت دیکھنے میں آتی تھی وہ دوسرے زمانوں میں اس درجہ ممتاز ہوتی تھی کہ احاطۂ بیان اس کی تعبیر سے قاصر ہے۔ (ایضاً)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا۔ اور نماز پڑھے گا، تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کے روزے رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

(مشارق الانوار بحوالہ بخاری شریف)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتیسویں شعبان کو جو خطبہ پڑھا تھا اس میں (منجملہ دوسری باتوں کے یہ بھی) ارشاد فرمایا تھا کہ اس مہینہ میں ایک ایسی رات (شب قدر) ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

(جنت کی کنجی مولانا احمد سعید دہلویؒ)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا۔ کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کون سی دعا مانگوں۔ آپؐ نے ان کو یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ترجمہ: اے اللہ تیرا نام عفو یعنی بڑی بخشش کرنے والا ہے تو معاف کرنا پسند کرتا ہے۔ لہٰذا مجھے معاف کر دے

(ف حزب الاعظم میں عنی کی بجائے عنا یعنی ہم سب کو معاف کر دے) ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شب قدر کی برکات سے بہرور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

بوڑھوں کو آخرت کی کھیتی آباد کرنے میں لگے رہنا چاہئے

محمد شفیع عمرالدین، میرپور خاص سندھ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡکُمۡ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیۡهِ مَنۡ تَذَکَّرَ وَ جَآءَکُمُ النَّذِیۡرُ (فاطر-۳۷)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔

(ف) لمبی عمر بندے کے لئے حجت ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ شرعی اوامر و نواہی کا پابند نہ بنے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جان لیں کہ لمبی عمر حجت ہے پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ لمبی عمر سے عار کریں۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص چالیس سال کا ہو جائے تو اللہ تعالےٰ سے اسے ڈرنا چاہیے ـــــ (یعنی اعمالِ صالحہ بجا لاتا رہے، اور گناہوں سے دور رہے۔

تفسیر ابن کثیرؒ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس شخص کا عذر رد کر دیا جس کی موت کو یہاں تک مؤخر کر دیا کہ اس کو ساٹھ سال کی عمر کو پہنچا دیا۔ (بخاری شریف کتاب الرقاق)

حاصل یہ نکلا کہ جب آدمی بوڑھا ہو جائے تو اسے عقل و ہوش سے کام لینا چاہئے اور اپنی زیادہ توجہ ان اعمال کی طرف مبذول کرنی چاہیئے جو آخرت میں کام آئیں گے۔

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:-

"اور آیات میں "نذیر" سے مراد (حضرت) نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے نائبین ہیں جنہوں نے احکام الٰہی کی تبلیغ کی۔ اور راہِ حق کی دعوت دی اور بعض کہتے ہیں کہ نذیر سے بڑھاپا اور ہم عمروں کی موت مراد ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ بڑھاپے میں اور ہم عمروں کی موت سے بھی تمہاری غفلت نہ گئی اور آنکھ نہ کھلی کہ کچھ آخرت کا سامان کرتے۔ بڑھاپا آ جانے کے بعد کس چیز کا انتظار رہ گیا؟ اللہ تعالےٰ کی حجت تو بلوغ سے پوری ہو جاتی ہے کیونکہ تذکر اور نصیحت کے لئے "بلوغ کا زمانہ" بھی کافی ہے۔ لیکن اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تو مزید الزام کا مستوجب ہے اس لئے کہ "تذکر کی مدت" انتہا کو پہنچ گئی۔ اور حجت بالکل پوری ہو گئی۔ "جوانی" میں جب معاش کو سمجھ سکتا ہے تو معاد کو کیوں نہیں سمجھ سکتا؟"

(معارف القرآن)

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:-

"جوانی میں اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ درکار ہے اور بڑھاپے میں رجا اور امید کا غلبہ زیادہ ہونا چاہئے۔" (از مکتوبؒ دفتر اوّل)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جوانی میں اگر اللہ تعالےٰ کا خوف زیادہ ہو گا تو بندہ عبادت گذار

بن جائے گا۔ اپنا وقت لہو و لعب میں نہ گنوائے گا۔ اور شرعی احکام کے مطابق اپنی زندگی گذارے گا۔ اور اگر بڑھاپے میں رجا و امید کا غلبہ ہوگا تو بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوگا۔ اور ان اعمال صالحہ کی بجا آوری میں سرگرم رہے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے اور آخرت میں نجات مل جاتے۔

حضرت سیدنا و مرشدنا و مولانا خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

"یہ کیا عجیب نعمت ہے کہ کوئی شخص بڑھاپے کے وقت زیورِ طاعات سے آراستہ ہو — اور کمزوری کے دنوں میں طاقتور دشمنوں (نفسانی خواہشات) پر غالب ہو اور اہل اللہ کی قبولیت کے آثار اس کے اطوار سے ظاہر ہوں اور اس کی پیشانی کے انوار اس کے حال کی گواہی دیں۔" (مکتوب ۱۵۱، دفتر اول)

بہترین آدمی

حدیث شریف میں ہے:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ۔

(جامع الصغیر)

(ترجمہ) لوگوں میں سے بہترین وہ آدمی ہے جس کی عمر لمبی ہو۔ اس کے عمل اچھے ہوں۔"

بدترین آدمی

وَشَرُّ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ۔ (ایضاً)

(ترجمہ) لوگوں میں بدترین وہ آدمی ہے جس کی عمر دراز ہو اور اس کے عمل بُرے ہوں۔"

لہٰذا بوڑھوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اُن کو لمبی عمر سے نوازا ہے ان کو اعمالِ صالحہ بجا لا کر بہترین شخص بننا چاہئے اور غیر شرعی اور بُرے اعمال کے مرتکب بن کر بدترین بندہ نہ بننا چاہئے۔ اور عمر کی قدر کرنی چاہئے۔

بدترین بوڑھے نہ بننا چاہئے

حدیث: خَيْرُ شَبَابِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِكُهُوْلِكُمْ وَشَرُّ كُهُوْلِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِشَبَابِكُمْ۔ (جامع الصغیر حضرت سیوطیؒ ص۱۵)

ترجمہ: تم میں بہترین جوان وہ ہے جو بوڑھوں سے مشابہت رکھے۔ اور بدترین بوڑھا ہے جو جوانوں کا نمونہ اختیار کرے۔

(ف) ہر جوان کو چاہئے کہ نیک بوڑھے کی طرح زندگی بسر کرے۔ اسے پرہیزگار اور متقی بن کر رہنا چاہئے۔ شرعی اوامر پر عمل کرنا چاہئے اور نواہی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اخلاق حسنہ سے اپنے آپ کو مزین کرنا چاہئے۔ لہو و لعب سے دور رہنا چاہئے۔

اور ہر بوڑھے کو چاہئے کہ وہ نیکوں کی روش چھوڑ کر اس ناعاقبت اندیش جوان کی روش اختیار نہ کرے جو شریعت کی حدود کے اندر رہ کر زندگی بسر نہیں کرتا۔ اور اپنی خواہشات شہوات اور لذات کا بندہ بن جاتا ہے۔

طول عمر کے لئے ایک عمل

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ اَثَرُهٗ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (مشارق الانوار ص۱۸)

ترجمہ: جس کو یہ بات خوش لگے کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی بڑھائی جائے تو وہ اپنے قرابتی لوگوں کی خبرگیری کرے۔

(ف) طول عمر کا یہ مطلب ہے کہ وہ نیک کام موت تک کرتا رہے۔ یا اس کی

نیک اولاد ہو کہ اس کے واسطے دعائے مغفرت کرے، اس کی روح کو ثواب پہنچائے۔

برادر پروری فرض ہے۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ یعنی محتاج ہیں تو اُن کے کھانے کپڑے کی خبر لے۔ اور اگر وہ محتاج نہیں ہیں تو اور کسی طرح ان کے ساتھ سلوک کرتا رہے، ان کو تحفے دیتا رہے۔ اور ان سے کے ساتھ محبت سے ملتا رہے۔

صالح، ایماندار بوڑھے کو بخشش کی بشارت

حضرت سیدنا و مرشدنا و مولٰنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

"یہ کیا ہی اچھی نعمت ہے کہ کسی شخص نے ایمان و صلاح (نیکی) کے ساتھ اپنے کالے بالوں کو سفید کیا ہو (جوانی سے بوڑھا ہونے تک عبادت میں لگا رہا ہو۔"

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ غُفِرَ لَهٗ۔ (ترجمہ) جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا وہ بخش دیا جائیگا۔

بڑھاپے میں امید کی جانب کو ترجیح دیں۔ کیونکہ جوانی میں خوف زیادہ درکار ہے۔ اور پیری (بڑھاپے) میں رجا (بخشش کی امید) زیادہ ہونی چاہئے۔

والسلام اوّلاً و آخراً"

(از مکتوب ۸۸۔ دفتر اوّل)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ:

"چند روزہ زندگی حضرت صاحبِ شریعت علیہ السلام و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیہ کی "پیروی" میں بسر کرنی چاہئے۔ آخرت کے عذاب سے نجات اور جنّت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے سرفراز ہونا اس اتباع کی سعادت کے ساتھ وابستہ ہے........ علیٰ ہذا القیاس۔ "جمیع امور" میں اُن دیندار علمائے کرام کے فتووں کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیئے، جنہوں نے "راہِ عزیمت" کو اختیار کیا ہے۔ اور "رخصت" سے اجتناب کیا ہے اور انہیں ہمیشہ کی نجات کا وسیلہ بنانا چاہیئے۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔ (النساء آیت ۱۴۷)

ترجمہ: "اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکرگذار رہو اور ایمان لے آؤ۔"

(از مکتوب ۷۰، دفتر اول)

نیز آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"اے فرزند! انسان جو موجودات کا خلاصہ ہے۔ اس کی پیدائش کا مقصد لہو و لعب نہیں اور نہ ہی (صرف) کھانا پینا اور سونا ہے۔ بلکہ اس سے "وظائف بندگی" بجا لانا مقصود ہے۔ نیز ذلّت و انکساری و عاجزی و احتیاج اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دوام التجا و تضرع اور "اس عبادت" جو شرع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے کا بجا لانا مقصود ہے۔ اور ان امور کے بجا لانے میں بندوں ہی کا نفع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا احسان جان کر ان اعمال کو بجا لانا چاہئے اور بڑی فرمانبرداری سے "سب اوامر" کو بجا لانا چاہئے اور "سب نواہی" سے اجتناب کرنا چاہئے۔ حق تعالیٰ نے باوجود غنیٔ مطلق ہونے کے بندوں کو "اوامر و نواہی"

(باقی ۱۹ پر)

سیدھے ہاتھ کی خیرات

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی پھر پہاڑ پیدا کئے اور ان کو زمین پر قائم کیا۔ پہاڑوں کی سختی سے فرشتوں کو حیرانی ہوئی۔ انہوں نے پوچھا اے پروردگار! کیا پہاڑ سے بھی سخت تر کوئی چیز تیری مخلوقات میں سے ہے۔؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہاں لوہا ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا اے پروردگار! کیا تیری مخلوقات میں لوہے سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالےٰ نے فرمایا۔ ہاں آگ ہے۔ فرشتوں نے پھر عرض کیا اے پروردگار! تیری مخلوقات میں آگ سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں پانی ہے۔ فرشتوں نے پھر پوچھا۔ اے رب! تیری مخلوقات میں پانی سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں ہوا ہے۔ فرشتوں نے پھر پوچھا۔ اے رب! کیا تیری مخلوقات میں ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں۔ آدم کا بیٹا انسان ہے جو خیرات کرتا ہے سیدھے ہاتھ سے اس طرح کہ الٹے ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے۔ (ترمذیؒ) مشکوٰۃ شریف اردو جلد اول صفحہ ۳۴۲، شمار ۱۸۱۷ — گویا صدقات سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں اگر پردہ میں ہوں۔ (مقالاتِ حکمت)

بقیہ: حدیث و معاشرت

شے پیاری نہیں لگتی۔ پس وہ خدا سے ملنا چاہتا ہے اور خدا اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اور جب منکر کے سامنے موت آتی ہے تو اسے عذاب کی اطلاع دی جاتی ہے چنانچہ اسے کوئی چیز موت سے زیادہ بُری نہیں لگتی اور وہ خدا سے ملنے سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ خدا بھی اس سے ملنے میں نفرت کرتا ہے۔

پانچ قومی امراض اور اُن کے نتائج

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم میں (خدا اور خلق کے مال سے) خیانت ظاہر ہو تو اللہ تعالےٰ اس قوم کے دلوں پر بزدلی پیدا کر دیتا ہے۔ اور جس قوم میں زنا رواج پا جائے تو اس کی نسل ختم ہونے لگتی ہے (شرح اموات بڑھ جاتی ہے یا بچہ ضائع کر دیا جاتا ہے) اور جب کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرنے لگ جاتی ہے تو اس سے خوش خلقی چھینی جاتی ہے (گرانی کے عذاب میں مبتلا کر دی جاتی ہے) اور جو قوم بھی ناحق فیصلے کرنے لگ جاتی ہے تو اس میں کشت و خون راہ پا جاتا ہے اور جب کوئی قوم بدعہد ہو جاتی ہے تو اس پر دشمن مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ (رواہ مالکؒ)

کاش کہ کرۂ ارض پر بسنے والے تمام مسلمان بھائی آپس میں متحد ہوں اور سب ایک مرکز پر متحد ہوں۔ اور وہ مرکز "اسلامستان" ہو اور وہ سب اللہ تعالےٰ کے محکوم ہو کر ساری دنیا پر حکمرانی کریں اور یہ حاکمیت ہمیشہ قائم رہے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

حررہ: خاموش مبلّغ، ملتان

تاریخِ اسلام کا ایک عبرتناک باب

جسے مسلمانوں کے خون سے تحریر کیا گیا

زوالِ غرناطہ کی داستان

تحریر

ایم تسلیم اختر

غرناطہ کا بانی بنو نصر کا سردار محمد بن یوسف بن احمد بن نصر تھا۔ محمد نے اپنا لقب غالب اللہ اختیار کیا۔ وہ ایسے وقت میں اس چھوٹی سی حکومت کا مالک ہوا تھا جب کہ تمام مسلم امراء نے جوشِ حکمرانی میں پورے ملک کو اقتدار کی کشمکش کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ اور عیسائیوں نے مسلمانوں کی اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ محمد نے سنہ ۱۲۳۱ء میں اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا اور سیاست سے کام لیتے ہوئے عیسائیوں کی مدد سے سنہ ۱۲۳۷ء میں غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔

اسپین پر افریقہ کی ایک نئی تحریک "مواحدین" چھائی ہوئی تھی۔ مواحدین مراکش سے اسپین پر حکومت کرتے تھے۔ مواحدین جیسے ہی اسپین سے گئے تین آزاد ریاستیں وجود میں آگئیں۔ بنو ہود نے مرسیہ، دانیہ اور دیگر علاقوں میں بنو فونیش نے بلنسیہ اور ابن احمر (بنو نصر) نے پہلے ارجونہ میں پھر غرناطہ میں اپنی حکومت قائم کر لی اور پورا اسپین تین خاندانوں میں تقسیم ہو گیا۔ سنہ ۱۲۳۸ء میں بنو ہود مر گیا۔ اب صرف بنو احمر جو غرناطہ کی سلطنت کے مالک تھے۔ تمام مسلمانانِ اسپین کی نگاہ کا مرکز بن گئے۔ میورقہ، سرقسطہ اور شاطبہ پہلے ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل چکے تھے سنہ ۱۲۳۸ء میں بلنسیہ بھی شدید محاصرے کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں میں چلا گیا الغرض تیرھویں صدی کے آخر تک سوائے غرناطہ اور اس کے نواح کے پورا مسلم اسپین عیسائیوں کے قبضۂ اقتدار میں آچکا تھا۔

عیسائیوں کی ان فتوحات کے سلسلے میں محمد بن یوسف کا کردار بڑا عجیب اور معنی خیز رہا۔ اس نے اپنی حکومت کو مضبوط اور مستحکم کیا۔ محمد بن یوسف الغالب ایک جری، بہادر اور مدبر شخص تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے چھوٹی چھوٹی مسلم ریاستوں کو ختم کرنے کے سلسلے میں عیسائیوں کی مدد کی تھی۔ محمد بن یوسف کے نزدیک ایسا کرنا اس لئے ضروری تھا تاکہ غرناطہ کو ایک مضبوط اور مستحکم حکومت بنایا جا سکے۔

غرناطہ کے حصول کے لئے محمد بن یوسف کو جب اپنی طاقت کی طرف سے سکون و اطمینان ہوا تو پھر اس نے عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں کی امداد کا سلسلہ شروع کیا۔ مدینہ، شذونہ، مرسیہ اور ارکش کے مسلمانوں کو امداد دی جو عیسائیوں سے برسرِ پیکار تھے عیسائیوں کی یہ تدبیر تھی کہ ان علاقوں پر قبضہ کر کے غرناطہ کی راہ ہموار کر لیں۔ لیکن محمد نے ایسا نہ ہونے دیا۔

سنہ ۱۲۶۱ء میں مالقہ اور وادیٔ آش کو عیسائیوں کی یلغار سے روکنے کے لئے قلعۂ لاریال کے قریب عیسائیوں کو شکست فاش دی لیکن ان دونوں علاقوں کے مسلم گورنروں نے عیسائیوں سے صلح کر لی جس سے عیسائیوں کے سربراہ الفانسو دہم نے محمد اول کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ محمد اول نے مجبور ہو کر ۲ لاکھ ۵۰ ہزار دینار سالانہ پر عیسائیوں سے صلح کر لی۔ اس کے کچھ ہی دن بعد الفانسو دہم نے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور معاہدے کی خلاف ورزی شروع کرتے ہوئے مالقہ اور وادیٔ آش کے اشقابلی کے گورنروں کو محمد اول کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ بہت سے عیسائی جو غرناطہ سے معاہدے کی خلاف ورزی کے خلاف تھے۔ الفانسو دہم سے الگ ہو کر اس کے

بھائی فلپ کے پاس چلے گئے۔ الفانسو دہم کے باغی بھائی فلپ نے محمد اول کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ محمد اول نے ایک زبردست فوج جمع کی تا کہ باغی گورنروں کو سزا دے اور الفانسو دہم کو بھی مزا چکھائے لیکن اس کی یہ حسرت دل ہی میں رہ گئی قبل اس کے کہ فلپ اور غرناطہ کی متحدہ فوج غرناطہ کی فصیل کے باہر ہوتی ۲۴ دسمبر ۱۳۴۲ء کو اس مدبر حکمران نے ملکِ عدم کی راہ لی اور حکومت کی باگ ڈور اس کے جانشین محمد دوم کے ہاتھ میں آگئی اس کا نام محمد فقیہہ تھا۔

اس کے تخت پر آتے ہی باغیوں نے ہر طرف سر اٹھایا یہاں تک کہ فتنہ پردازوں کے شوروغوغا سے اندلس کی سرزمین دہل گئی۔ محمد دوم نے ان تمام مصائب کا صبر و استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کیا۔ اور ان کو دور کرنے میں اپنی پوری حکمت اور سیاست صرف کر دی جس سے سلطنت کی مکدر فضا صاف ہو گئی۔ وہ ملک میں بہت مشہور ہوا اور اس کے غزوات نے کافی اہمیت حاصل کر لی۔

الفانسو نے صلح کی اور اپنی فوجیں غرناطہ کی حدود سے باہر لے گیا۔ محمد دوم اس کی دغاباز فطرت سے بخوبی واقف تھا۔ محمد دوم نے شاہ مراکش ابویعقوب بن عبدالحق کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ ابویعقوب نے ۵۰ ہزار سپاہ سے اس کی مدد کی۔ یہ امداد عین اس وقت پہنچی جب عیسائی اپنے سپہ سالار گونزلیز کی ماتحتی میں غرناطہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ محمد دوم نے مراکش کی امداد کے سہارے عیسائیوں کو زبردست شکست دی اور ۸ ہزار عیسائی معہ اپنے سپہ سالار کے مارے گئے۔ عیسائیوں نے جبال کے مقام پر دوبارہ شکست کھائی۔

محمد دوم نے شاہ مراکش کو الخضرا اور طریف کے جزیرے دے دئے۔ محمد دوم نے الخضرا کو اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لئے شاہ مراکش سے تقریباً ۴۶۸ سیر سونا دے کر خرید لیا۔ تیس سال کامیاب حکمرانی کے بعد محمد ثانی نے ۱۳۰۲ء میں وفات پائی۔

محمد دوم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمد سوئم ۱۳۰۲ء میں تختِ غرناطہ پر آیا۔ مخلوع کا لقب رکھا۔ ۱۳۰۵ء میں المریہ کے گورنر سلیمان نے ارغون کے عیسائیوں کے بہکانے پر اعلانِ آزادی کر دیا لیکن جلد ہی محمد مخلوع نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ۱۳۰۹ء میں محمد سوئم کے بھائی نصر بن محمد نے اکابرین حکومت سے سازش کر کے محمد کو گرفتار کر لیا اور المنکب کے قلعہ میں قید کر دیا۔

نصر بن محمد ایک بدقسمت بادشاہ تھا اس کا ایک دن بھی امن و سکون سے نہیں گذرا تھا۔ تخت پر آتے قشتالیہ کے فرڈیننڈ چہارم نے الخضراء کا محاصرہ کر لیا۔ جس کو بچانے کے لئے نصر نے عیسائیوں کو سالانہ خراج دینا منظور کر لیا۔ اس کے بھانجے عبدالولید نے تخت حاصل کرنے کے لئے سازش کی لیکن ناکام رہی اور عبدالولید اپنے باپ کے پاس مالقہ بھاگ گیا۔ ادھر قشتالیہ کے فرڈیننڈ چہارم کو موت نے گھیر لیا اور اس کے تیرہ ماہ کے لڑکے الفانسو یازدہم کو تخت پر بٹھا دیا۔

ابوعبداللہ محمد چہارم کی مدت حکومت باوجودیکہ بہت کم ہے لیکن پھر بھی اس نے بہت سی لڑائیاں لڑیں اور کامیابیاں حاصل کیں۔ جبل الطارق کو فتح کر کے اور عیسائیوں سے صلح کر کے واپس غرناطہ آ رہا تھا کہ عثمان بن ابوالعلاء اور اس کے ساتھیوں نے جو پہلے بھی محمد چہارم کے خلاف ناکام بغاوت کر چکے تھے۔ محمد چہارم کو گھیر کر قتل کر دیا۔

محمد چہارم کے قتل کے بعد ۱۳۳۳ء میں اس کا بھائی ابوالحجاج تخت پر بیٹھا۔ اس نے تخت سنبھالتے ہی بھائی کے خون کا بدلہ لینے کا تہیہ کر لیا۔ جب عیسائیوں نے گڑبڑ کی تو ابوالحجاج یوسف نے شاہ مراکش ابوالحسن کو امداد کے لئے بلایا۔ ابوالحسن نے اپنے لڑکے عبدالملک کو ایک زبردست لشکر دے کر بھیجا کہ پورے اسپین پر قبضہ کر لے۔ عبدالملک نے الخضراء اور جبل الطارق پر قبضہ کر کے جنوبی اسپین کا بڑا علاقہ خالی کرا لیا اور ریجانہ کی جنگ میں عیسائیوں کے ہاتھوں شکست کھا کر معہ دس ہزار سپاہ کے مارا گیا۔ عبدالملک کی موت کا بدلہ لینے کے لئے ابوالحسن ۱۳۳۹ء میں بذاتِ خود حملہ آور ہوا۔

طریف کے باہر میدانِ سلادو میں ۳۰ اکتوبر ۱۳۴۰ء کو دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جس میں مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ کثیر مسلمان مارے گئے۔ طریف اور الخضراء پر عیسائیوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اب ان کے اپنے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے یوسف اول سے دس سالہ معاہدۂ امن کر لیا۔

۱۹ اکتوبر ۱۳۵۴ء میں نماز کی حالت میں ایک پاگل نے اس کو شہید کر دیا۔

یوسف اول کے شہید ہونے کے بعد اس کا عالم فاضل لڑکا محمد پنجم تخت غرناطہ کا مالک ہوا۔ اس نے تخت پر آتے ہی ریاست غرناطہ سے غنڈوں، بدمعاشوں اور چور اچکوں کو نکال باہر کیا۔ اور ان اراکین دربار کو بھی باہر نکال دیا جو کسی نہ کسی برائی میں ملوث پائے گئے ۱۳۵۹ء میں ان ملک بدر ہونے والوں نے محمد پنجم کی سوتیلی ماں سے مل کر محمد کو قتل کرنے اور اس کے سوتیلے بھائی اسماعیل کو تخت پر بٹھانے کی سازش کی۔ ان سازشیوں نے غدر کر کے وزیر السلطنت ابونعیم رضوان کو قتل کر دیا۔ محمد پنجم اس وقت شکار کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ وہاں سے جان بچا کر وادی آش کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں سے شاہ مراکش سلطان ابوسالم کے پاس پہنچا تا کہ امداد حاصل کر کے دوبارہ غرناطہ پر قبضہ کر لے۔ لیکن محمد پنجم کے بھاگتے ہی اسماعیل نے تخت غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔

اسماعیل بن یوسف بدکار، نا اہل اور ناکارہ ثابت ہوا۔ اس کا مشیر اعلیٰ اس کا بہنوئی ابوسعید محمد تھا۔ جو بہت چالاک اور ہوس کار تھا۔ ابوسعید محمد نے عام بغاوت کی اور اسماعیل بن یوسف مارا گیا۔ ابوسعید محمد نے بہت سا مال متاع لے کر شاہ قشتالہ کے پاس پناہ لی۔ جہاں قشتالہ کے بادشاہ نے ابوسعید محمد کا مال ہضم کرنے کے لئے اور غرناطہ سے دوستی

کے لئے ابوسعید محمد کو ۱۳۶۲ء میں قتل کر دیا۔

محمد پنجم عوام کے جوش و خروش کے درمیان تخت غرناطہ پر جلوہ گر ہوا۔ اور تیس سال تک کامیاب حکومت کی۔ محمد پنجم کے دَور حکومت میں غرناطہ نے بہت ترقی کی۔ سلطنتِ غرناطہ تباہ ہوتے ہوتے اندلس کے مسلمانوں کی آخری پناہ گاہ تھی۔ ہر شہر کے لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اس طرح اس علاقے کی کل آبادی تیس لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ اور اس میں مختلف شہروں کے تین لاکھ خاندان آباد تھے۔ سلطنت کا رقبہ چار ہزار مربع میل تھا۔ شہروں اور قصبوں کی تعداد تین سو تک پہنچتی تھی۔ مسلمان سائنسدانوں نے مختلف ایجادات سے پورے علاقے کو ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائی تھیں۔ پورا علاقہ سرسبزی و شادابی کے لحاظ سے بے مثل تھا۔ باغات، میوہ دار اور خوشبودار درختوں نے اس سرزمین کو جنت نشان بنا دیا تھا۔ سائنس صنعت و حرفت اور تجارت کے لحاظ سے غرناطہ کا شہر دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ ہر طرف علم و حکمت کی گرم بازاری تھی۔

محمد پنجم ایک بہترین منتظم اور علم و ادب کا مربی و سرپرست تھا۔ اس نے جگہ جگہ مدرسے اور خانقاہیں تعمیر کرائیں۔ اعلیٰ تعلیم کا بندوبست کیا۔ ایک زبردست شفاخانہ بنوایا جس کی مثال عالمِ اسلام میں نہ تھی، بہت سے قلعے تعمیر کئے اور پرانے قلعوں کو مستحکم کیا غرناطہ کے بحری بیڑے کی اصلاح کی اور اس میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ جس سے اس کی بحری قوت ایک زبردست طاقت بن گئی۔ اس نے آبپاشی کا نیا نظام جاری کیا۔ کسانوں کو تقاوی دینے کا طریقہ اختیار کیا۔ بنو نصر کا یہ آخری تاجدار ہے جس نے غرناطہ کی حکومت کو مضبوط اور مستحکم کیا۔ ۱۳۹۱ء میں اس نے انتقال کیا۔ محمد پنجم کے ساتھ ہی غرناطہ کا دورِ عروج بھی ختم ہو گیا۔

اب محمد پنجم کا لڑکا ابوالحجاج دوم تخت نشین ہوا۔ یہ ایک سال ہی حکمرانی کر پایا تھا کہ ۱۳۹۲ء میں شاہ فیض نے اسے زہر دے کر مار دیا۔ یوسف دوم کے قتل کے بعد اس کا دوسرا لڑکا محمد تخت غرناطہ پر آیا۔ اس نے آتے ہی اپنے بڑے بھائی یوسف کو قید کر دیا۔ اس کے دَور میں ہنری سوم نے تمام عیسائی بادشاہوں کا اجلاس طلب کیا۔ جس میں یہ طے پایا کہ کس طرح غرناطہ مسلمانوں سے چھینا جا سکتا ہے۔ اس سے قبل کہ عملی قدم اٹھایا جاتا ہنری سوم مر گیا۔ محمد ہفتم نے کئی جنگیں لڑیں ۱۴۰۸ء میں وہ فوت ہو گیا۔

اب عوام نے ابوعبداللہ یوسف کو تخت غرناطہ پر لا بٹھایا۔ ابوعبداللہ یوسف نے اپنا دَور امن و سکون سے گذارا۔ اور نظامِ حکومت میں منہمک رہا۔ ملک میں امن و چین کی فضا نے لوگوں کی دولت میں اضافہ کر کے ان کی زندگیوں کو خوشحال اور آرام طلب، کاہل اور عیاش بنا دیا تھا۔ یوسف سوئم نے ۱۴۱۷ء میں وفات پائی۔

یوسف سوم کے بعد اس کا لڑکا محمد ہشتم تخت غرناطہ پر آیا یہ بہت مغرور تھا۔ تمام فلاحی اور تفریحی ادارے جو اس کے باپ نے شروع کئے تھے بند کرا دئے۔

عوام اس سے سخت بیزار تھے۔ یہاں تک کہ ۱۴۲۷ء میں بنو سراج اور سرحدی علاقے کے لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اس کو تیونس کی طرف بھگا دیا۔

جب محمد ہشتم تیسری بار تختِ غرناطہ پر قابض ہوا۔ جمانہ حصن اشکر اور حصن املہ عیسائیوں کے قبضے میں جا چکے تھے ۱۴۴۵ء میں محمد ہشتم کے بھتیجے محمد بن عثمان نے محمد ہشتم کو قید کر کے الحمراء پر قبضہ کر لیا۔ محمد دہم تخت پر آیا۔ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اس کے ایک عزیز سعد بن علی نے ۱۴۵۴ء میں اس کو تخت سے اتار دیا۔ اس خانہ جنگی کے نتائج تباہ کن ثابت ہوئے۔ خزانہ خالی ہو گیا۔ ملک اُجڑ گیا۔ سرحدی قلعے عیسائیوں کے قبضے میں چلے گئے ۱۴۶۵ء میں سعد بن علی فوت ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا ابو الحسن علی تخت نشین ہوا۔

عیسائیوں نے ۱۴۸۶ء میں غرناطہ کی صورتِ حال کا اندازہ کرتے ہوئے اس کے جنوب مغربی قلعہ الحمراء پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور کثیر تعداد میں مسلمان مرد عورتیں اور بچے قتل کر دئے گئے۔

۱۴۸۲ء میں ابو عبداللہ محمد نے اپنے باپ ابو الحسن کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور غرناطہ کا حکمران بن گیا۔ ابو الحسن اپنے بھائی الزغل کے پاس مالقہ چلا گیا۔ ۱۴۸۳ء میں عیسائیوں کی متحدہ طاقت نے مالقہ پر حملہ کر دیا۔ الزغل اور اس کے نائب رضوان نے ان کو بُری طرح شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ اس طرح حکومتِ غرناطہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک حصّہ پر ابو عبداللہ محمد یاز دہم کا قبضہ تھا۔ جن میں البریا، غرناطہ اور ان کے مضافات شامل تھے۔ دوسرے حصہ پر ابو الحسن قابض ہو گیا۔ جس میں بلاد غرب اور مالقہ شامل تھے۔

فرڈیننڈ شاہ ارغون اور ازابیلا ملکہ قشتالیہ کی باہمی شادی ہو جانے سے ارغون، لیون اور قشتالیہ کے علاقے فرڈیننڈ کے ماتحت آ گئے۔ اور اس کی طاقت بڑھ گئی۔ ابو الحسن بھی ایک بہادر سپاہی تھا۔ ابو الحسن کی دو بیویاں تھیں۔ ایک خاندان النصر کی اور دوسری ایک کنیز ازابلا جو کہ عیسائی تھی۔ پہلی بیوی ملکہ عائشہ سے دو لڑکے ابو عبداللہ محمد اور یوسف تھے۔ اور دوسری بیوی ملکہ زہرہ سے بھی ایک لڑکا تھا۔ ابو الحسن عیسائی بیوی سے زیادہ مانوس تھا۔ اس لئے یہ خیال غالب تھا کہ ابو الحسن ملکہ زہرہ کے لڑکے کو جانشین مقرر کرے گا۔

ملکہ عائشہ نے بے پناہ دولت اور اثر و رسوخ کو کام میں لاتے ہوئے اپنے بیٹے ابو عبداللہ محمد کو بادشاہ کے خلاف کھڑا کر دیا۔ ابو الحسن جب دشمن کے خلاف مصروف پیکار تھا تو ابو عبداللہ نے بغاوت کر کے غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔ ابو الحسن کو ملاغہ میں پناہ لینی پڑی جہاں کا حاکم اس کا بھائی الزغل تھا۔ الزغل غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ چنانچہ ان نازک حالات میں جب بھی فرڈیننڈ کی افواج ملاغہ پر حملہ آور ہوئیں تو الزغل نے انہیں عبرتناک شکست دی۔ دشمن کے خلاف اس کی متواتر کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے بوڑھا ابو الحسن اپنے بھائی کے حق میں دستبردار ہو گیا۔ اور المنکب چلا گیا۔

۱۴۸۳ء میں الزغل کو تخت غرناطہ ملا۔

الزغل کے لئے غرناطہ کا تخت کانٹوں کی سیج تھی۔ الزغل کو یقین تھا کہ غرناطہ کی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ لوٹ آئے گی۔ ابو عبداللہ جس کو فرڈیننڈ نے قید کر لیا تھا۔ اب دشمن کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن گیا۔ وہ دشمن کی مدد سے غرناطہ آیا۔ بنو سراج کا طاقتور قبیلہ اس کا حامی تھا چنانچہ غرناطہ کے گلی کوچوں میں مسلمانوں کی تلواریں ٹکرانے لگیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے فرڈیننڈ نے الورا، رونڈا ملاغہ (مالقہ) وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ ابو عبداللہ درپردہ دشمن سے ملا ہوا تھا۔ اور اس کی غداری نے الزغل کو بے بس کر دیا تھا۔

الزغل نے ۱۴۸۶ء میں اس بات کی کوشش کی کہ اپنے بھتیجے ابو عبداللہ محمد کو راہِ راست پر لے آئے۔ اس مقصد کے لئے ان دونوں چچا بھتیجے کی لوشہ کے مقام پر ملاقات طے ہو گئی۔ فرڈیننڈ نے یہ دیکھا تو اپنی فوج کے ساتھ لوشہ پر حملہ کر دیا اور لوشہ کو اپنے قبضہ میں کر کے ابو عبداللہ کو اپنے ساتھ قشتالیہ لے گیا۔ ابو عبداللہ اور الزغل کی ملاقات نہ ہو سکی۔ اسی سال سبیرہ، قلنبیرہ، المریہ اور لوشہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔

الزغل نے بہادری کا مظاہرہ کیا اور ۱۴۸۷ء تک عیسائیوں کا مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن اپنے بھتیجے ابو عبداللہ کی غداری اور مسلم کش پالیسی سے دل برداشتہ ہو کر اور اپنا تمام علاقہ عیسائیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر مراکش چلا گیا جہاں اس کی زندگی کی ڈور ٹوٹ گئی۔

اور اس کے پایہ تخت بازو پر دشمن کا قبضہ ہو گیا۔

اب صرف غرناطہ کا شہر مسلمانوں کے پاس تھا۔ جس پر ابو عبداللہ کٹھ پتلی بنا حکومت کر رہا تھا۔ ابو عبداللہ کی امداد کرتے وقت جو معاہدہ عیسائیوں نے کیا تھا اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر عیسائی الزغل کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیں گے تو ابو عبداللہ بھی غرناطہ ان کے حوالے کر دے گا۔ چنانچہ جب الزغل نے ہتھیار ڈال دئے اور اس کا تمام علاقہ عیسائیوں کے قبضہ میں آ گیا تو فرڈیننڈ نے ۱۴۹۰ء میں حسب شرائط ابو عبداللہ کو الحمراء خالی کرنے کو کہا اور خود فوج لے کر اس پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

ابو عبداللہ کی ساری غلط فہمیاں دُور ہو گئیں اور اب اس کی آنکھیں کھلیں۔ لیکن وقت گذر چکا تھا۔ اب اس میں اتنا دم خم باقی نہ تھا کہ وہ شاہ قشتالیہ کا مقابلہ کرتا۔ اہلِ غرناطہ نے اپنے آپ کو محصور کر کے عیسائیوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ عیسائیوں نے غرناطہ کے حسین مضافات کو تباہ و برباد کر دیا۔ لیکن غرناطہ پر عیسائیوں کا دباؤ پھر بھی بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اہلِ شہر محاصرہ سے عاجز آ گئے۔ اور ایک صلح نامہ ترتیب دے کر عیسائیوں کے پاس بھیج دیا۔ اس صلح نامہ میں ۶۷ شرائط تھیں۔ بنیادی شرائط میں کہا گیا تھا کہ مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کی جائے گی اور ان کو مذہبی آزادی ہوگی۔ مسلمان اپنے رسوم و روایات، زبان اور لباس کے استعمال کو قائم رکھنے کے مجاز ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔

فرڈیننڈ شاہ قشتالہ نے صلح نامہ پر دستخط کر دئے اور ۲ جنوری ۱۴۹۲ء میں قلعہ الحمراء کو ابو عبداللہ نے خالی کر کے عیسائیوں کے حوالے کر دیا۔

موسیٰ بن ابو الغزان نے سب سے پہلے اس معاہدے کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور یہود کی مثال پیش کر کے عیسائیوں کی بدعہدی یاد دلائی۔ اہلِ غرناطہ اور محاصرہ کی سختی نے بدحواس کر دیا تھا۔ اس لئے انہوں نے موسیٰ کی بات پر کان نہ دھرا۔ اس معاہدے پر عمل درآمد کے لئے دو ماہ دئے گئے تھے۔ جس کے بعد شہر غرناطہ عیسائیوں کے حوالے کیا جانا تھا۔ اہل غرناطہ نے اس دوران عالمِ اسلام کے تمام بادشاہوں سے امداد طلب کی، لیکن کسی مسلمان بادشاہ نے ان کی بے کسی پر غور نہیں کیا اور دو ماہ گذر گئے۔ اور عیسائیوں نے غرناطہ پر قبضہ کر کے ابو عبداللہ کو آندرش کی طرف بھیج دیا۔ جہاں سے وہ مراکش چلا گیا اور وہیں تنگدستی اور عسرت میں اپنا وقت گذار کر ۱۵۳۸ء میں راہی ملک عدم ہوا۔ اس طرح اسپینی مسلمانوں کی آخری پناہ گاہ بھی حریف کے قبضہ میں چلی گئی۔

اس کے بعد مسلمانوں پر مصائب قہر الٰہی کی طرح نازل ہوئے۔ وہ تاریخ عالم کا ایک سیاہ باب ہیں۔

فرڈیننڈ نے یہ کوشش شروع کر دی کہ طاقت کے ذریعے مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا جائے۔ وحشی قشتالی عیسائیوں نے ایک مسجد کو بارود سے اُڑا دیا جس میں ہزاروں عورتیں اور بچے دور دراز کے علاقوں سے پناہ لینے آئے تھے۔ اس قتل عام سے جو لوگ بچ گئے ان کے لئے حکم ہوا کہ بطور تاوان سونے کے سکے دیں ورنہ عیسائیت قبول کر لیں۔ بہت سے لوگوں نے تاوان نہ دینے کی شکل میں عیسائیت قبول کر لی۔

اندلس کے مختلف مقامات پر عربی کی دس لاکھ کتابیں جلا کر راکھ کر دی گئیں، دنیا بھر میں علوم و فنون کا ایسا ذخیرہ نہ ہو گا جو اسپین میں خاک و سیاہ کر دیا گیا۔ ہزارہا مسلمان زندہ جلا دئے گئے مسجدوں کو گرجوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ سفر کے دوران مسلمان جس سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھتے تھے اس کے لئے بھی بڑی بڑی رقمیں وصول کی جاتی تھیں۔ پانی کی قیمت بھی مسلمانوں سے وصول کی جانے لگی۔ بالآخر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اندلس سے نکل جائیں۔ کہیں ویرانوں اور قبرستانوں میں کچھ مسلمان مل جاتے تو ان کو بھی چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اسلام کے عظیم جرنیل طارق بن زیادؒ کی قائم کردہ یہ عظیم سلطنت ایک المناک خاتمہ پر پہنچ گئی۔

بقیہ : بوڑھوں کو . . . .

کے احکام سے سرفراز فرمایا ہے۔ ہم محتاجوں کو اس نعمت کا شکر پوری طرح کرنا چاہیئے اور اس کا احسان جان کر سب احکام بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(از مکتوب ۲۳ - دفتر اول)

فضیلت واہمیت

ماہِ رمضان المبارک

مولانا قاری محمد الیاس - اشرف المدارس - لائلپور

رمضان المبارک کا مہینہ خدا تعالیٰ کی جانب سے رحمتوں کے مسلسل اترنے، نوازشوں کے حاصل ہونے اور مہربانیوں کے پے در پے نازل ہونے کا مہینہ ہے - یہ مہینہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی قدر دانی اور محنت ومشقت کے ذریعہ رضاء الٰہی کے حصول کا مہینہ ہے - ہار یا تسبیح کا دھاگا ٹوٹنے کے بعد جیسے لگاتار موتی گرنا شروع ہو جاتے ہیں، بالکل ایسے ہی ماہِ ماہ مبارک نظر آنے کے بعد من جانب اللہ لگاتار رحمتیں برسنا شروع ہو جاتی ہیں - کیسے ہی سعادتمند اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو گیارہ مہینے اپنے کاروبار میں مصروف رہنے کے بعد اِس رمضان المبارک کے مہینے میں دنیوی دھندوں سے اپنا دامن چھڑا کر من کلّ الوجوہ اپنے مالک اور رزّاقِ حقیقی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں -

ایک اہم خطبہ کے چند ایک اقتباسات

اس ماہِ مبارک کی اہمیّت کے پیشِ نظر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان المعظم کی ۲۹ ویں تاریخ کو اپنے جانثار صحابہ کو جمع فرما کر رمضان المبارک کے اہم ترین پہلوؤں پر روشنی ڈالی - اور بہت سے کرنے کے کام ذکر فرماتے - فرمایا جو کوئی اس مہینہ میں کسی نیکی کے ذریعہ اللہ کے قرب ونزدیکی کا طلب گار بنے، وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں اس نے فرض ادا کیا - اور جو کوئی ایک فریضہ ادا کرے وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے غیر رمضان میں ستّر فرض ادا کئے - فرمایا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنّت ہے - اس مہینہ میں مومن کا رزق زیادہ کر دیا جاتا ہے - جس نے کسی روزے دار کا روزہ افطار کروایا - اس کے گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں - اور اس کو جہنّم سے آزاد کر دیا جاتا ہے - اور افطار کرانے والا پورے ثواب کا مستحق ہوتا ہے - اور کوئی کمی نہیں کی جاتی - آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس مہینے کا ابتدائی حصّہ اللہ کی رحمت ہے - درمیانی حصّہ مغفرت ہے - اور آخری حصّہ آگ سے آزادی ہے -

فرمایا : چار چیزیں اس ماہ مبارک میں بکثرت کیا کرو - اُن میں سے دو تو ایسی ہیں کہ ان سے تم اپنے اللہ کو راضی کرو - اور وہ یہ ہیں - ۱ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ورد اور ۲ استغفار - اور دو ایسی ہیں کہ ان کے بغیر تو تمہارے لئے کوئی چارہ ہی نہیں اور وہ یہ ہیں - اللہ سے جنّت کا سوال کرنا اور جہنّم سے پناہ مانگنا آخر میں فرمایا کہ جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا (یعنی پانی پلایا) اللہ اس کو میرے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلائیں گے کہ جنّت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی ....

آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۹ شعبان کو دیتے ہوئے اہم خطبہ کے یہ چند ایک اقتباسات آپ کو سنائے گئے - اُن میں سے ہر ایک بات قابلِ غور اور لائقِ صد توجّہ ہے - اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان احکامات پر عمل پیرا ہوں - تاکہ وہ رحمتِ خداوندی کی وسعتوں سے مالا مال ہو سکیں - خُدا تو دینا چاہتا ہے، کوئی لینے والا ہی نہیں - اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ اس ماہِ مبارک میں ہر کام کی اجرت ستّر گنا تک بڑھ دی جاتی ہے - دنیا میں اگر کوئی بادشاہ اعلان کر دے کہ فلاں دنوں میں فلاں خاص کام کرنے والوں کو ۷۰ گنا زائد اُجرت دی جائے گی - تو طالبِ دنیا فوراً متوجّہ ہوں گے اور اپنے اپنے ہر کام کو موقوف کر دیں گے - تاکہ یہ موقعہ کہیں ہاتھ سے نکل نہ

جائے - کیا بادشاہوں کے بادشاہ احکم الحاکمین کے اعلان پر ہمیں یقین نہیں ہے، جو یہ کہتا ہے کہ میں ستّر گنا زائد دوں گا اور جو منادی کے ذریعہ ہم سے کہہ رہا ہے -

یا باغی الخیر ھلم واقبل ویا باغی الشر اقصر

اے خیر اور بھلائی چاہنے والے آ، اور میری طرف متوجّہ ہو - اے برائی چاہنے والے رُک جا -

کیا ہمیں ایسی ذات پر یقین نہیں ہے جو کہ بچّے پر ماں کی شفقت سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر شفیق و مہربان ہے، اور جس کی رحمت کا یہ عالم ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی جہنّم کے سب دروازے پورے مہینے کے لئے بند اور جنّت کے سب دروازے پورے مہینے کے لئے کھول دیتے جاتے ہیں -

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم - کل عمل ابن اٰدم یضاعف الحسنۃ عشر امثالہا الیٰ سبعمائۃ ضعف - قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہٗ لی وانا اجزی بہٖ یدع شھوتہٗ وطعامہٗ من اجلی -

ترجمہ: ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب دس سے لے کر سات ۷۰۰ گنا تک بڑھایا جاتا ہے - مگر روزہ - وہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا - کیوں کہ روزہ دار نے میرے لئے اپنی شہوۃ اور کھانا چھوڑا -

بعض مشائخ نے اُجزیٰ صیغہ مجہول کا پڑھا ہے - پھر ترجمہ یہ ہو گا - مگر روزہ - وہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود ہوں گا : سبحان اللہ خدا تعالیٰ کی رحمتیں کس قدر وسیع ہیں کہ ہر کام کا ثواب (بقدرِ اخلاص) دس سے لیکر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے - مگر روزے کی کوئی حد ہی نہیں فرمائی - نہ معلوم کیا کچھ دیا جائے گا، کتنا کچھ دیا جائے گا - دوسرے صیغے کی بناء پر تو آدمی حیران رہ جاتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ روزے سے اتنے زیادہ خوش ہو جاتے ہیں کہ خود اس کی جزا بننے کو فرما دیا -

یہی وجہ ہے کہ صحابہ علیہم الرضوان جہاد کے سفر میں باوجود حضورؐ کے بار بار افطار کی اجازت فرما دینے کے روزے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے - حتیٰ کہ آپؐ کو حکماً منع فرمانا پڑا - حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ علیہم الرضوان ایک غزوہ کے سفر میں ایک منزل پہ اترے، باوجودیکہ گرمی اپنے پورے جوبن پہ تھی اور غربت و افلاس کا یہ عالم تھا کہ پورا جسم ڈھانپنے کے لئے کپڑے بھی میسّر نہ تھے حتیٰ کہ گرمی سے بچاؤ کے لئے بھی کوئی کپڑا نہ تھا - سورج کی تمازت سے بچنے کے لئے ہاتھوں کا سہارا لیا جاتا تھا - اس حالت میں بھی بہت سے صحابہؓ روزہ دار تھے، جن سے کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی اور گر گئے -

در اصل ان لوگوں کو اعمال کی قدر تھی جس کی وجہ سے ایک ایک عمل کرنے کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح بے قرار رہا کرتے تھے - اور بسا اوقات تو جان کی بازی لگا دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے - اس ماہ مبارک میں انعاماتِ الٰہیہ کی موسلا دھار بارش، اعمال کی اجرتوں کا بہت بڑھ جانا، اور روزہ دار کی ہر ادا کا خدا کے ہاں پسندیدہ ہو جانا کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کی بناء پر حضورؐ نے فرمایا، اگر میری امت کو معلوم ہو جاتے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمّت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے -

عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال - قلتُ یا رسول اللہ مرنی بامرٍ ینفعنی اللہ بہٖ قال علیک بالصوم فانہٗ لا مثل لہٗ -

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا - میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے کسی ایسی چیز کا حکم فرمائیے کہ اس کے ذریعے مجھے اللہ نفع دے (حضورؐ نے) فرمایا روزے کو لازم پکڑ - کیونکہ اس کی مثال کوئی شے نہیں -

سائل نے حضورؐ سے امرِ نافع کے متعلق پوچھا تو جواب میں آپؐ نے فرمایا روزہ رکھا کر الخ -

واقعی روزہ اپنے اندر بہت سے فوائد اور منافع لئے ہوئے ہے - اس سے بڑھ کر اور کیا نفع ہوگا کہ اللہ اس سے نہایت درجہ خوش ہوتے ہیں، اور اس کا بدلہ خود عطا فرمائیں گے - روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہو جاتی ہے - مچھلیاں اس کے لئے استغفار کرنے لگتی ہیں، اور اللہ روزہ دار کی جنت ہر دن مزین فرماتے ہیں، روزے دا

کی دعا لوٹائی نہیں جاتی ۔ روزہ شیطان سے ڈھال کا کام دیتا ہے ۔ روزہ دار کا دل منور ہو جاتا ہے ۔ یہ سب منافع ایسے ہیں کہ روزہ رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں ۔

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہٗ ما تقدم من ذنبہ (البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ۔ انہوں نے کہا ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جس نے روزہ رکھا ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے ۔ اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ۔

اکثر علماء نے اگرچہ گناہِ صغیرہ کے ساتھ اس معافی کو مختص کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ نہیں ۔ لیکن عنایاتِ خداوندی کے پیشِ نظر اگر کبیرہ بھی اس قسم کی معافیوں کے تحت آ جائیں تو اس کی شان سے کچھ بعید نہیں ہے ۔

عن ابی عبیدہؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الصّوم جُنۃ مالم یخرقھا (نسائی شریف)

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہؓ سے مروی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ ڈھال ہے جبتک کہ روزہ دار اسے پھاڑ نہ دے، اوسط میں یہ لفظ بھی زیادہ ہیں ۔ قیل بم یَخرِقھا پوچھا گیا روزہ دار ۔ روزہ کس چیز کے ساتھ پھاڑ سکتا ہے قال بکذب اوغیبۃ ۔ فرمایا جھوٹ یا غیبت کے ساتھ

اس حدیث میں حضورؐ نے روزہ کو ڈھال فرمایا ہے ۔ اور معنوی چیز کو ایک ظاہری چیز کے ساتھ تشبیہ دے کر لوگوں کو یہ بات سمجھائی ہے کہ جس طرح میدانی کار زار میں سامنے دکھائی دینے والے اپنے جانی دشمن کے حملہ اور وار سے بچنے اور دفاع کرنے کے لئے یہ دفاعی آلہ یعنی ڈھال کا کام دیتی ہے ۔ بالکل اسی طرح یہ روزہ بھی نہ دکھائی دینے والے ایمانی دشمن کے حملوں اور واروں سے بچنے کا ذریعہ اور ایک مضبوط ترین آلہ ہے ۔ حتیٰ کہ اس ایمانی دشمن یعنی شیطان کی پیروی اور اتباع کرنے کے نتیجہ میں جس عذاب الٰہی کا سامنا کرنا ہوگا ۔ یہ ڈھال (روزہ) اس سے بھی بچائے گا ۔

لیکن یہ بچ بچاؤ کی تمام صورتیں اور اس کا مسلمان کے لئے محافظ بننا اسی وقت ہے جبکہ اسے پھاڑ نہ دیا جائے بلکہ اسے نقصان پہنچانے والی چیزوں سے محفوظ رکھا جائے ۔

مشائخ نے روزے کے ۶ آداب ذکر فرمائے ہیں

۱: **نگاہ** ہے ۔ اس کی پوری پوری حفاظت کیجئے ۔ حرام کھانے، پینے اور لباس کی طرف نہ اٹھے ۔ نیز دنیا کی طرف بھی رغبت اور خواہش کی نگاہ نہ اُٹھے ۔ بلکہ عبرت حاصل کرنے کے لئے اُٹھے ۔

۲: **زبان** ہے ۔ حدیث میں ہے کہ اس کا جسم چھوٹا مگر جرم بڑا ہے ۔ جِرمُہٗ صَغِیرٌ وَجُرمُہٗ کَبِیرٌ ۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل بجا ہے ۔ واقعی زبان کے ساتھ انسان بڑے بڑے جرائم کر گزرتا ہے ۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان تراشی اور فضول کلام ۔ یہ سب زبان ہی کے جرائم ہیں ۔ تقریباً یہ سب چیزیں ہم میں آج بکثرت پائی جاتی ہیں ۔ بات بات پر جھوٹ بولنا ۔ ہماری طبیعت ثانیہ بن چکی ہے ۔ غیبت اور چغلی کے بغیر ہماری مجلس ہی بے رونق رہتی ہے ۔ بات کرنے کا اس وقت تک پورا مزہ ہی نہیں آتا، جب تک کہ کسی کی کوئی برائی بیان نہ کر لیں ۔ حالانکہ غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے والا قرار دیا ہے ۔ اس لئے روزہ کی حالت میں ان باتوں سے بہت ہی دُور رہنا چاہیئے ۔ بالخصوص غیبت سے، کیونکہ بعض علماء کے نزدیک غیبت سے روزہ ایسے ہی ٹوٹ جاتا ہے ۔ جیسا کہ کھانے وغیرہ سے ۔

۳: **کان** ہے ۔ اس میں ایسی کوئی چیز نہ پڑنے دے ۔ جس کا زبان سے بولنا منع ہے ۔ کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا زبان سے نکالنا گناہ ہے اس کا سننا بھی گناہ ہے ۔ اس لئے روزے دار کو چاہیئے کہ گانے بجانے فحش باتیں سننے، کسی کی غیبت سننے سے اپنے کان بچائے رکھے ۔

۴: باقی اعضائے بدن ہیں ۔ مثلاً **ہاتھ** کو حرام چیز کے پکڑنے اور لینے سے روکے ۔

حضرت کعب احبارؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سبز زبرجد کا گھر بنایا ہے (اور وہ اتنا وسیع ہے) کہ ستر ہزار اس میں اور گھر ہیں ۔ اور ان گھروں میں سے ہر ایک ایک میں ستر ستر ہزار کمرے ہیں ۔ اس گھر میں وہ آدمی جائے گا ۔ جس پر حرام چیز پیش کی گئی اور اس نے محض اللہ کے ڈر کی وجہ سے اُسے چھوڑ دیا ۔ ایسے ہی **قدم** ہیں کہ کسی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی جانب نہ اٹھیں ۔

۵: افطاری کے وقت حلال مال سے بھی زیادہ پیٹ نہ بھرے ۔ کیونکہ اس سے روزے کا مقصد فوت ہو جائیگا ۔

روزے کا مقصد تو قوتِ شہوانیہ اور بہیمیہ کو دبا کر قوتِ نورانیہ اور ملکیہ کو غلبہ دینا ہے ۔ اور یہ مقصد زیادہ کھانے سے حاصل نہیں ہوگا ۔

ندارند تن پروراں آگہی ● کہ پر معدہ باشد ز حکمت تہی

۶: افطاری کے بعد روزے دار ڈرتا رہے کہ نامعلوم میرا روزہ قبول بھی ہوا ہے یا کہ نہیں : یہ ۶ چیزیں روزے کے آداب میں داخل ہیں ۔ روزے دار کو ان کا خاص خیال رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ اس کا روزہ صحیح نتائج ظاہر کر سکے ۔

عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فی الجنۃ باب یدعیٰ الریان یدعیٰ لہٗ الصائمون فمن کان من الصائمین دخلہٗ ومن دخلہٗ لم یظمأ ابدا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جسے باب الرّیان کہا جاتا ہے اس میں داخل ہونے کے لئے روزے داروں کو پکارا جائے گا ۔ پس روزے دار اس میں داخل ہوں گے ۔ اور جو اس میں داخل ہو گیا، اُسے کبھی بھی پیاس نہیں لگے گی ۔

ماہِ رمضان المبارک ہم پر سایہ افگن ہو چکا ہے ۔ اس میں خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہونے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لئے ہم سب مسلمانوں کو مستعد ہو جانا چاہیئے ۔ اور اس بات کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے پائے ۔ بلکہ پورے مہینے کی ترتیب کچھ اس طرح ہونی چاہیئے ۔ کہ نماز کے وقت نماز ہے ۔ اس کے علاوہ اوقات میں کہیں نوافل ہیں ۔ کہیں تسبیحات ہیں، کہیں استغفار ہے ۔ کہیں تلاوت قرآن مجید ہے، کہیں جنّت کی طلب اور دوزخ سے پناہ ہے ۔ غرضیکہ کوئی ایک ساعت بھی بیکار نہ جائے ۔ ہمیں اس بات پر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیئے کہ وہ اس مہینہ میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیتا ہے اور ان کو مسلمانوں کے ورغلانے کی قدرت نہیں رہتی ۔ وگرنہ یہ مہینہ جتنی کثرت سے بارانِ رحمت کے نزول اور بندوں کو نوازے جانے کا مہینہ ہے اگر شیاطین کھلے ہوتے تو وہ بھی اتنا ہی کثرت سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور راہِ راست سے ہٹانے پر اپنی پوری طاقت صرف کرتے ۔

یہ الگ بات ہے کہ سال بھر شیطان کے پیچھے چلتے رہنے اور اس کے ساتھ دوستی لگائے رکھنے کے سبب ہم پوری طرح اس کے اثرات سے اس مہینہ کے آنے پر پاک نہیں ہوتے ۔ لیکن پھر بھی کافی فرق پڑ جاتا ہے ۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ مسجدوں کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے ۔ قرآن کی تلاوت کرنے والے زیادہ ہو جاتے ہیں ۔ تراویح میں ایک جمّ غفیر ہوتا ہے ۔ سحری کے وقت بازار خرید و فروخت کی وجہ سے دن کی طرح نظر آتے ہیں ۔

● یہ سب شیاطین کے بند رہنے کے اثرات ہیں ۔

کچھ بدقسمت لوگ ایسے بھی ہیں ۔ جن کو اس مہینہ میں بھی خدا کی رحمتیں حاصل کرنے کی توفیق میسّر نہیں آتی ۔ مسجدوں میں نہیں آتے ۔ قرآن کو ہاتھ تک نہیں لگاتے ۔ تراویح نہیں پڑھتے ۔ حتیٰ کہ روزہ بھی نہیں رکھتے ۔ ان کو قہرِ خداوندی سے ڈرنا چاہیئے اور اپنی شومیٔ قسمت پر رونا چاہیئے ۔ کیونکہ اس مہینہ میں تو بڑے بڑے سرکشوں کو دربار سے خالی واپس نہیں لوٹایا جاتا ۔ بڑے بڑے متکبّروں کو معاف کر دیا جاتا ہے ۔ جہنّم کے مستحقین کو اس سے آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بدقسمت انسان کے لئے جبرئیل علیہ السلام کی بددعا پر آمین کہی ہے ۔ جو رمضان شریف کا مہینہ پائے اور اپنے گناہ نہ بخشوائے ۔

حاجی کمال الدین، لاہور

بدترین علماء ○ جو حکّام کے ہاں حاضری دیں

بہترین حاکم ○ جو علماء کے ہاں حاضر ہوں

ایک علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ سلاطین اور حکام سے دُور رہیں (بلاضرورت) ان کے پاس ہرگز نہ جائیں۔ بلکہ وہ خود بھی آئیں تو ملاقات کم رکھیں۔ اس لیے کہ ان کے ساتھ میل جول، ان کی خوشنودی اور رضاجوئی میں تکلّف برتنے سے خالی نہ ہوگا۔ وہ لوگ اکثر ظلم اور ناجائز امور کا ارتکاب کرنے والے ہوتے ہیں جن پر انکار کرنا ضروری ہے۔ ان کے ظلم کا اظہار ان کے ناجائز فعل پر تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ اور اس پہ سکوت، دین میں مداہنت ہے۔ اور اگر ان کی خوشنودی کے لیے ان کی تعریف کرنا پڑے تو یہ صریح جھوٹ ہے۔ اور ان کے مال کی طرف اگر طبیعت کو میلان ہُوا اور طمع ہوئی تو ناجائز ہے۔ بہرحال ان کا اختلاط بہت سے اختلاط کی کنجی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص جنگل میں رہتا ہے وہ سخت مزاج ہو جاتا ہے اور جو شکار کے پیچھے لگ جاتا ہے وہ (ہر چیز سے) غافل ہو جاتا ہے۔ اور جس نے بادشاہ کے پاس آمد و رفت شروع کر دی وہ فتنہ میں پڑ جاتا ہے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو فتنوں کی جگہ کھڑے ہونے سے بچاؤ۔ کسی نے پوچھا کہ فتنوں کی جگہ کون سی ہیں؟ فرمایا۔ امراء کے دروازے، کہ ان کے پاس جا کر ان کی غلط کاریوں کی تصدیق کرنی پڑتی ہے اور (ان کی تعریف میں) ایسی باتیں کہنی پڑتی ہیں جو ان میں نہیں ہوتیں۔

اسی لیے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بدترین علماء وہ ہیں جو حکّام کے ہاں حاضری دیں۔ اور بہترین حاکم وہ ہیں۔ جو علماء کے ہاں حاضر ہوں۔

علماء کا سلاطین کے ہاں جانا ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور شیطان کے اغوا کرنے کا ذریعہ ہے۔ بالخصوص جس کو بولنا اچھا آتا ہو اس کو شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ تیرے جانے سے ان کی اصلاح ہوگی۔ وہ اس کی وجہ سے ظلم سے بچیں گے اور دین کے شعائر کی حفاظت ہوگی۔ حتیٰ کہ آدمی یہ سمجھنے لگتا ہے کہ ان کے پاس جانا بھی کوئی دینی چیز ہے۔ حالانکہ ان کے پاس جانے سے ان کی دلداری میں مداہنت کی باتیں کرنا اور ان کی بے جا تعریفیں کرنا پڑتی ہیں جس میں دین کی ہلاکت ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حسن بصریؒ کو لکھا کہ مجھے ایسے مناسب لوگوں کا پتہ بتاؤ جن سے میں اپنے اس (خلافت کے) کام میں مدد لوں۔ حضرت حسنؒ نے (جواب میں) لکھا کہ اہلِ دین تو تم تک نہ آئیں گے اور دنیا داروں کو تم اختیار نہ کرو گے (اور نہ کرنا چاہیے۔ یعنی حریص، طمّاع لوگوں کو کہ وہ اپنے لالچ میں کام خراب کر دیں گے) اس لیے شریف النسب لوگوں سے کام لو۔ اس لیے کہ ان کی قومی شرافت ان کو اس بات سے روکے گی کہ وہ اپنی نسبی شرافت کو خیانت سے گندہ کریں۔ ہاں اگر کوئی دینی مجبوری ہو تو اپنے نفس کی حفاظت اور نگرانی کرتے ہوئے جانے میں مضائقہ نہیں بلکہ بسا اوقات دینی مصالح اور ضرورتوں کا تقاضا جانے ہی میں ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اپنی ذاتی غرض، ذاتی نفع، مال و جاہ کمانا مقصود نہ ہو۔ بلکہ صرف مسلمانوں کی ضرورت ہو۔ حق تعالےٰ جل شانہٗ نے فرمایا۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ــ (البقرہ ع ۲۷) اور اللہ تعالےٰ مصلحت کے ضائع کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو (الگ الگ) جانتے ہیں۔

ایک علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ فتوے صادر کر دینے میں جلدی نہ کرے۔ مسئلہ بتانے میں بہت احتیاط کرے حتیٰ کہ اگر کوئی دوسرا اہل ہو تو اُس کا حوالہ کر دے۔

ابو حفص نیساپوری کہتے ہیں کہ عالم وہ ہے جو مسئلہ کے وقت اس سے خوف کرتا ہو کہ کل کو قیامت میں یہ جواب دہی کرنا پڑے گی کہ کہاں سے بتایا تھا۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ صحابہ کرامؓ چار چیزوں سے بہت احتراز کرتے تھے (۱) امامت کرنے سے (۲) وصی بننے سے (یعنی کسی کی وصیت میں مال وغیرہ تقسیم کرنے سے) (۳) امانت رکھنے سے (۴) فتویٰ دینے سے ــ اور ان کا خصوصی مشغلہ پانچ چیزیں تھیں (۱) قرآن پاک کی تلاوت کرنا (۲) مساجد کا آباد کرنا (۳) اللہ تعالےٰ کا ذکر جاری رکھنا (۴) اچھی باتوں کی نصیحت کرنا۔ (۵) بُری باتوں سے روکنا۔

ایک علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ اس کو باطنی علم یعنی سلوک کا اہتمام بہت زیادہ ہو ــ اپنی اصلاحِ باطن اور اصلاحِ قلب میں بہت زیادہ کوشش کرنے والا ہو کہ یہ علومِ ظاہریہ میں بھی ترقی کا ذریعہ ہے۔

ایک علامت یہ ہے کہ ایسے علوم میں مشغول ہو جو آخرت میں کام آنے والے ہوں، نیک کاموں میں رغبت پیدا کرنے والے ہوں۔ ایسے علوم سے احتراز کرے جن کا آخرت میں کوئی نفع نہیں ہے یا نفع کم ہے۔ ہم لوگ اپنی نادانی سے ان کو بھی علم کہتے ہیں جن سے صرف دنیا کمانا مقصود ہو۔ حالانکہ وہ جہل مرکب ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو اپنے علم پر عمل کرے حق تعالےٰ شانہٗ اس کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جو اس نے نہیں پڑھیں۔ پہلے انبیاء کی کتابوں میں ہے کہ اے بنی اسرائیل! تم یہ مت کہو کہ علوم آسمان پر ہیں ان کو کون اتارے یا وہ زمین کی جڑوں میں ہیں ان کو کون اوپر لائے یا وہ سمندروں کے پار ہیں کون ان پر گزرے تاکہ ان کو لائے۔ علوم تمہارے دلوں کے اندر ہیں۔ تم میرے سامنے روحانی ہستیوں کے آداب کے ساتھ رہو۔ صدیقین کے اخلاق اختیار کرو میں تمہارے دلوں میں سے علوم کو ظاہر کر دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ علوم تم کو گھیر لیں گے اور تم کو ڈھانک لیں گے۔ اور تجربہ بھی اس پر شاہد ہے کہ اہل اللہ کو حق تعالےٰ شانہٗ وہ علوم اور معارف عطا فرماتا ہے کہ کتابوں میں تلاش سے بھی نہیں ملتے۔

حضورؐ کا پاک ارشاد جس کو حق تعالیٰ شانہٗ سے نقل فرماتے ہیں کہ میرا بندہ کسی ایسی چیز کے ساتھ مجھ سے تقرب حاصل نہیں کر سکتا جو مجھے زیادہ محبوب ہو ان چیزوں سے جو میں نے اُس پر فرض کیں (جیسا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ یعنی جتنا تقرب فرائض کے اچھی طرح ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے ایسا تقرب دوسری چیزوں سے نہیں ہوتا) اور بندہ نوافل کے ساتھ بھی میرے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو پورا کرتا ہوں اور وہ کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری شریف)

یعنی اس کا چلنا پھرنا دیکھنا سننا سب کام میری رضا کے مطابق ہو جاتے ہیں اور بعض احادیث میں اس کے ساتھ یہ مضمون بھی آتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے وہ مجھ سے اعلانِ جنگ کرتا ہے اور چونکہ اولیاء اللہ کا غور و فکر سب ہی حق تعالےٰ شانہٗ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے قرآن پاک کے دقیق علوم ان کے قلوب پر منکشف ہو جاتے ہیں، اس کے اسرار ان پر واضح ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص ایسے لوگوں پر جو اللہ تعالےٰ کے ذکر و فکر کے ساتھ ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔

عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(طویل نظم سے اقتباس)

عبدالعزیز خالد

اُس عمر فاروقِ اعظم کی ثنا خوانی کروں
نام میرا بھی ہے خالد، میں بھی شرحِ صدر سے
تا قیامت منبر و محراب روئیں کے اسے
وہ ولی ہے وہ مُبشّر وہ مُحدّث وہ مُصیب
قول ہے اس کا اَنَا وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاث
عائشہؓ نے اس کی ان الفاظ میں تعریف کی
نکتہ سنجِ امرؤُ القیس و زہیر و نابغہ
جس نے کعبہ میں پڑھی اسلام لاتے ہی نماز
جس نے کھینچا خیر و شر میں ایک خطِّ امتیاز
اللہ اللہ ہیبتِ جبّار و سیمائے حلیم
جِن سے سوتیں گھروں میں سب وہ گلیوں میں پھرے
جو کہے ابلیس سے فَاجْهَدْ عَلَیَّ جَهْدَکَ
پا پیادہ اس کو دیکھے چشمِ اہلِ ایلیا
سرورِ کونین کا حلقہ بگوشِ سخت کوش
بھیجتا ہے نیل کی موجوں کو جو حکمِ خرام
ہیں ضمیرِ پاک ابنِ حنتمہ پر مُنجلی
بہترینِ مرد ماں بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ
بے نصیب و بے اَدب ہے کم سواد و نامراد

جس کے آگے سطوتِ سیفُ اللّٰہی بھی سرنگوں
دم مدام اس کی امیرالمومنین کا بھروں
ہے نشاں اس کی شہادت کا شفق کی جوئے خوں
ہمسری اُس کی خیال است و محال است و جنوں
ہے ستونِ گردونِ گرداں کا وہ کوہِ بے ستوں
اَحْوَذِیًّا کَانَ وَاللّٰہِ نَسِیْجَ وَحْدِہٖ
اس پہ گویا ختم تھی پہچان اچھے شعر کی
جس مُبارِز سے روایت سرفروشی کی چلی
حق و باطل کی حدِ فاصل ہے جس کی زندگی
رَم رہا ہے قاہری میں رنگ و آبِ دلبری
بات کوئی اس سے اپنے ملک کی مخفی نہ تھی
کانپیں جس کے نام سے گوسا لگانِ سامری
در گردو! فاتح بیت المقدس ہے یہی
جس کو مولا نے کلیمی بھی، سلیمانی بھی دی
لے ہواتے کوہ سے جو خدمتِ نامہ بری
سارے آیاتِ جلی، سارے مقاماتِ خفی
میں نہیں کہتا زمانے کی گواہی ہے یہی
دیدہ و دانستہ اس سے جو کرے پہلو تہی

تھے نبوّت کے خصائص اس میں سارے ہو بہو
گر کوئی ہوتا نبی بعد نبیؐ ہوتا وہی!

محمد اسحاق بھٹی

حضرت عائشہ بنت محمّد حرّانی رحمۃ اللہ علیہا

اُن کا شمار مشاہیر اصحاب حدیث میں ہوتا تھا

عائشہ بنت محمد بن مسلم ۶۴۷ھ میں حرّان میں پیدا ہوئیں، وہیں پلی بڑھیں اور اسی کی آغوش میں تعلیم وتربیت کی ابتدائی منزلیں طے کیں۔

محبّت علم

تعلیم کا آغاز حران ہی میں کیا اور وہاں کے مشہور اور ثقہ علمائے حدیث وفقہ سے تحصیل کی۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں، جنہوں نے پوری توجہ سے علم حاصل کیا اور ہر طرف سے قطعِ تعلق کر کے اس کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے رکھا۔ علم کا شوق بچپن ہی سے دامن گیر تھا۔ عام بچوں کی طرح کھیل کود سے کوئی دلچسپی نہ لیتیں۔ اور تمام وقت کتابوں کی رفاقت میں بسر کرتیں۔ کہتے ہیں، علم سے محبت وانہماک کا یہ عالم تھا کہ جہاں جاتیں کتاب ساتھ رکھتیں اور اہلِ علم کی تلاش میں رہتیں۔ علمی استفادہ ان کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا۔

شغفِ حدیث

ان کو حدیث اور اس کے متعلقات سے گہری دلچسپی تھی اور ان کا شمار حرّان کے مشاہیر اصحابِ حدیث میں ہوتا تھا۔ لوگ انہیں محدثۂ حران کے نام سے یاد کرتے تھے۔ انہوں نے اس دَور کے معروف محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ جن میں اسماعیل بن الواقی، فرح القرطبی، محمد بن ابوبکر بلخی، بلدانی، محمد بن الہادی، ابراہیم بن خلیل اور ابن عبدالدائم خصوصیّت سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن سے انہوں نے باقاعدہ حدیث پڑھی اور روایات بیان کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ اس دَور کے بلند مرتبت اصحاب الحدیث تھے اور لوگ دُور دراز سے سفر کر کے حصول حدیث کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

تفرّدات

عائشہ بنت محمدؒ نے حدیث کے سلسلہ میں اپنے علم و مطالعہ کی رو سے اس درجہ اہمیّت و فوقیّت اختیار کر لی تھی کہ بعض دیگر مسائل میں دیگر محدثین سے بالکل منفرد تھیں اور ان کے تفرّدات کا خاص شہرہ تھا۔ ان تفردات کے باب میں بعض اصحابِ حدیث نے ان سے اختلاف بھی کیا اور اس پر معترض بھی ہوئے مگر یہ اپنے نقطۂ نظر کو بالکل صائب اور صحیح سمجھتی تھیں اور ان اعتراضات کو کوئی اہمیّت نہ دیتیں۔ فرمایا کرتیں، میں نے اپنی صوابدید کے مطابق تحقیق کی روشنی میں ایک موقف اختیار کیا ہے۔ اگر کسی کو اس سے اختلاف ہے اور وہ میرے تفرّدات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو وہ بڑے شوق سے ایسا کر سکتا ہے — بربنائے علم ہر شخص کو ہر شخص سے اختلاف و اتفاق کا حق پہنچتا ہے۔ کسی معاملہ میں اگر کسی سے اختلاف کیا جائے تو اسے کھلے دل سے برداشت کرنا چاہئے اور فراخ حوصلگی سے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتے اور اپنے علم و تحقیق ہی کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں۔ وہ درحقیقت لذتِ علم سے ناآشنا ہیں۔ فرمایا، اختلاف کے بغیر علم جامد ہو کر رہ جاتا ہے اور آگے بڑھنے کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ مشتاقانِ علم کے لئے فراخ حوصلہ ہونا نہایت ضروری ہے۔

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ علماء کو اپنی تعریف سے خوش نہیں ہونا چاہئے ان میں خود ستائی اور تعریف کرانے کا جذبہ پیدا ہو جائے تو علمی گہرائی ختم ہو جاتی ہے اور مزید تحقیق کا شوق رخصت ہو جاتا ہے۔ کم حوصلگی اور خود ستائی دونوں ہی علم کے لئے سمِّ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دوسرے کو کم پایہ سمجھنا اور خود مدعی علم ہونا بھی علماء کا شیوہ نہیں یہ غرورِ علم سخت نقصان دہ ہے۔ اس سے اہلِ علم کو ہر قیمت پر بچنا چاہئے۔

اصحابِ سیر و رجال نے لکھا ہے کہ پندارِ علم اور دوسروں کی تحقیر و تجہیل سب سے بڑی بیماری ہے جو علم کو گھن کی طرح

کھا جاتی ہے اور ترقی کے دروازوں کو بند کر دیتی ہے۔ عائشہ بنت محمد اس سے بالکل مبرا تھیں حالانکہ تعلیم یافتہ عورتوں کو یہ مرض زیادہ لاحق ہوتا ہے اور معمولی پڑھی لکھی عورتیں بھی نخوت و غرور کا شکار ہو جاتی ہیں مگر عائشہ بنت محمد کو دیکھئے کہ وہ اتنی بڑی عالمہ اور محدثہ ہونے کے باوجود اس مرض سے بالکل پاک ہیں اور انتہائی حوصلہ مند اور وسعتِ قلب کی مالک ہیں۔ رحمہا اللہ تعالیٰ

دمشق میں

حصولِ علم کے لئے یہ دمشق بھی گئیں۔ اس زمانہ میں دمشق بڑے بڑے علمائے حدیث کا مرکز تھا۔ آخری دورِ حیات میں یہ دمشق ہی میں تھیں۔ وہاں انہوں نے بڑے بڑے علماء سے خود بھی تحصیل کی اور پھر اپنی الگ مسندِ تدریس بھی آراستہ کی۔ ان کے تلامذہ میں جلیل القدر علماء شامل ہیں اور یہ وہ علماء ہیں جن کا حلقۂ تلمذ بڑا وسیع اور سلسلہ اسناد ثقاہت کے لحاظ سے مضبوط اور قابلِ اعتماد ہے۔ یہ اپنے دمشق کے زمانۂ قیام میں جامع بنو امیہ کے ایک کونے میں درسِ حدیث دیتی تھیں۔

اس دور میں جو لوگ ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوئے ان میں مشہور سیاح ابن بطوطہ بھی شامل ہے۔ ابن بطوطہ ۷۲۶ھ میں جامع دمشق میں آیا اور ان کے علمی مرتبہ سے بہت متاثر ہوا، چنانچہ اس نے عائشہ رح سے ان احادیثِ عوال کو سماعًا اور قراءۃً حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا جس کا انہوں نے دمشق میں ابن عبدالدائم کی سند سے ابن عرفہ عبدی سے سماع کیا تھا۔ علاوہ ازیں ان سے حدیثِ علی بن حرب کی محمد الوانی نے سماعت کی اور یہ وہ جزء تھا جو عائشہ رح نے محمد بن ابی بکر بن احمد بلخی سے بطور سماع حاصل کیا۔ پھر فوائدِ علی بن حرب بھی اس ایک جزء کی تحصیل کی جو عائشہ نے بلخی سے بطورِ سماع حاصل کیا تھا۔

ذریعۂ آمدنی

عائشہ بنت محمد جہاں بہت بڑی عالمہ اور محدثہ تھیں وہاں بہت بڑی قناعت پسند اور صبر و شکر کی حامل بھی تھیں۔ نہ غربت تنگدستی میں پریشانی و اضطراب کا اظہار کرتیں اور نہ کشائشِ رزق و فراوانی مال کے دور میں کبر و نخوت کا شکار ہوتیں نہایت مرنجاں مرنج طبیعت کی مالک تھیں۔ چہرے پر غربت کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتیں۔ کبھی کسی امیر کے دروازے پر دستک نہ دیتیں اور کسی کے سامنے اپنی ضروریات و حوائج کا اظہار نہ کرتیں۔ تلامذہ کا حلقہ بڑا وسیع تھا اور ان میں بڑے بڑے امرائے دولت اور ارکان حکومت بھی شامل تھے لیکن کسی سے ایک پائی وصول نہ کرتیں۔ سب کو مفت تعلیم دیتیں۔ جامع دمشق کے اصحابِ انتظام سے بھی کوئی معاوضہ نہ لیتیں ——— ان کا ذریعۂ معاش یہ تھا کہ لوگوں کے کپڑے سیتی تھیں۔ اس سے جو آمدنی ہوتی، اسی سے گذر بسر کرتیں۔ کپڑے سینے پر بہت کم وقت صرف کرتیں، صرف اتنا کہ جس سے قوت لایموت حاصل ہو جائے۔ زیادہ تر وقت تعلیم و تعلم پر خرچ کرتیں۔ اس محدود آمدنی سے شاگردوں اور ضرورتمندوں کی مدد بھی کرتیں، دوسروں سے ہمدردی کے جذبے کا یہ عالم تھا کہ کسی کی تکلیف کو دیکھ کر اپنی تکلیف بھول جاتیں اور جہاں تک ہو سکتا اس کی امداد فرماتیں۔

وفات

حضرت عائشہ بنت محمد رحمۃ اللہ علیہا نے ۸۹ سال عمر پا کر ۷۳۶ھ داعیٔ اجل کو لبیک کہا، ان کے جنازہ میں بے شمار لوگوں نے شرکت کی اور ہر جگہ اظہار افسوس کیا گیا۔ جس نے بھی ان کی وفات کی خبر سنی محزون و مغموم ہوا۔ ان کی وفات کے موقع پر بقول مورخین عام تاثر یہ تھا کہ آج اس دنیا سے علم رخصت ہو گیا ہے اور اخلاص و ہمدردی کے قافلوں نے رختِ سفر باندھ لیا ہے۔

● اور تو ہرگز خیال نہ کر کہ اللہ ان کاموں سے بے خبر ہے جو ظالم کرتے ہیں انہیں اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۴۲)

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک

مولانا مسعود عالم ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے چیدہ اور منتخب طلباء میں سے ایک تھے علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے اساتذۂ ندوہ جن طلباءُ کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے مسعود عالم انہی میں سے تھے۔ عربی ادب میں ان کا منفرد مقام تھا اور لکھنا پڑھنا ان کا مشغلہ۔ ان کے قلم سے جو معرکۃ الآرا چیزیں سامنے آئیں ان میں سے ایک یہ کتاب ہے جو $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$ کے پونے دو صد صفحات پر مشتمل ہے۔ حسن ظاہری خوب ہے۔ کتاب حضرت الامیر السید احمد شہید قدس سرہٗ کی اس مبارک تحریک سے متعلق ہے جس کا غلغلہ آج ساری دنیا میں ہے۔ سید صاحب اور ان کے نیک نہاد رفقاء نے جس بے جگری، محنت اور خلوص سے اللہ کے دین کی خدمت کی اس کی مثال بہت کم ملے گی۔ ان پاک سیرت بزرگوں کی سوانح پر مشتمل چھوٹی بڑی متعدد کتابیں مارکیٹ میں موجود ہیں جن میں سے ہر کتاب اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے۔ مسعود عالم صاحب مرحوم نے اصل تحریک اور اس کے قائدین سے متعلق تفصیلی گفتگو سے قبل اس عنوان پر کلام کیا ہے جس کا یہاں بہت چرچا ہے یعنی "وہابیت"۔ ایک طبقہ نے خوفِ خدا سے بے نیاز ہو کر جس طرح وہابیت کا نادر پھونکا اور اس لفظ کی آڑ میں ان بلانوشانِ محبت کو بدنام کیا وہ ہماری قومی تاریخ کا المیہ ہے۔ بہرحال مسعود عالم صاحب نے اس عنوان پر شستہ انداز میں گفتگو کی ہے اور حقائق سے پردہ اٹھایا ہے۔ ادارہ مطبوعات سلیمانی ۱۴ بی اردو بازار لاہور طبی کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ میں منفرد مقام کا حامل ہے لیکن اس نے بعض منتخب کتابیں تبلیغی اور تحریکی نقطہ نظر سے شائع کی ہیں جن میں سے ایک یہ کتاب ہے اس لئے قیمت بہت واجبی ہے یعنی صرف -/۱۰ روپے۔ ہمیں امید ہے کہ اہل ذوق اس کی قدر کریں گے۔ ہم اس خوب صورت کتاب کی اشاعت پر ادارہ مطبوعات سلیمانی کے کارپردازوں کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

سیرت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) بائیبل کی روشنی میں

حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے انتہائی نابغہ اور فخر روزگار ہستی تھے۔ "رحمۃ للعالمین" سیرت نبوی میں ان کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جسے دنیائے اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آپ کے برادر زادہ قاضی جلیب الرحمٰن منصور پوری کا یہ منفرد رسالہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔ بائیبل تحریف کا بری طرح شکار ہو چکی ہے اور ہر سال اس کے نئے نئے ایڈیشن چھپتے ہیں۔ تراجم میں گھپلا اپنی جگہ ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اب بھی اس میں متعدد آیات ہیں جن سے سرکارِ دو عالم محمد عربی علیہ السلام

کی سیرت طیبہ کے مختلف نقوش ابھر کر سامنے آتے ہیں ــــ قاضی جلیب الرحمٰن صاحب نے مختلف عنوانات کے تحت ان آیات کو اکٹھا کر دیا ہے جن کا تعلق حضور ختمی مرتبت علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے ہے ـــــ یہ رسالہ کئی بار چھپا اور ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ ادارہ مطبوعات سلیمانی ۱۳ ـ بی اردو بازار لاہور کے مالکان نے سعادت مند امتی کی طرح بڑی خوبصورتی سے اس رسالہ کو چھاپا ہے ۸۰ صفحات کا خوبصورت ترین رسالہ محض اڑھائی روپیہ میں دستیاب ہے۔

تذکرہ حضرت سخی سرور رحمہ اللہ تعالےٰ

علاقہ ڈیرہ غازی خاں کے معروف صوفی اور بزرگ حضرت سخی سرور رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ تذکرہ جناب پروفیسر حامد خاں حامد کے قلم کا شاہکار ہے محکمہ اوقاف پنجاب کی علماء اکادمی نے حضرات صوفیائے کرام سے متعلق جو خدمت کی یہ تذکرہ انہی میں سے ہے۔

اکادمی کے سابقہ ڈائریکٹر جنہیں ایک مخصوص طبقہ کی ژاژ خائی کے پیش نظر تبدیل کر دیا گیا ہے کے دور میں جہاں اور ٹھوس کام ہوئے وہاں یہ تذکرہ بھی مطبوع ہو کر سامنے آیا۔ ڈیڑھ سو سے زائد بنیادی کتابوں اور رسائل کو سامنے رکھ کر حامد صاحب نے یہ تذکرہ مرتب کیا اور اطراف کے لوگوں اور واقفان حال سے مل کر جو محنت کی وہ الگ ہے۔ واقعاتی اعتبار سے بڑا اہم اور مبسوط تذکرہ ہے۔ اس کا مطالعہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ محکمہ اوقاف علماء اکادمی پنجاب شاہی مسجد لاہور سے بارہ روپے میں یہ تذکرہ دستیاب ہے

برائے توجہ ایجنٹ حضرات وقارئین کرام

بعض شہروں کے ایجنٹ حضرات کی طرف کافی بقایا جات واجب الادا ہیں لیکن وہ حضرات ادائیگی کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ ادارہ بہت بڑی رقوم وصول نہ ہونے کی وجہ سے آئندہ اخراجات کا متحمل نہیں۔ اس لئے انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ نادہندہ ایجنٹ حضرات اگر اپنے بقایا جات آخر جون تک دفتر بھجوا دیں تو اس کو پرچہ جاری رکھا جائے گا ورنہ پرچہ بند کر دیا جائے گا۔ اس صورت میں مقامی حضرات یا تو اپنا چندہ سالانہ براہِ راست دفتر میں بھیج دیں یا اپنے ایجنٹ کو مجبور کریں کہ وہ رقم ادا کرے۔

سر دست ہم ان حضرات کی فہرست شائع نہیں کر رہے۔ ماہ جون کے بعد ان شہروں کی فہرست چھاپ دی جائے گی تاکہ قارئین کرام ہمارے فیصلہ سے مطلع رہیں۔ بشیر احمد چوہان ناظم

طبی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

جوع الکلب، ریح معدہ

س : بندہ کی عمر ۲۲ سال ہے۔ شادی شدہ ہوں۔ بندہ کے وجود میں گرمی بہت ہے۔ کھانا کھاتے ہی ریح خارج ہونے لگتی ہے۔ وقفہ وقفہ کے بعد بھوک لگتی ہے۔ سارا دن ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ بھوک اتنا ستاتی ہے جس کی حد نہیں۔ براہ کرم کوئی نسخہ تجویز فرمائیں۔

(مرید حسین، جلالپور پیروالا، ملتان)

ج : معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مرض کا سبب معدہ اور آنتوں کے کیڑے ہیں جو آپ کی غذا میں حصہ دار بن گئے ہیں اس لئے آپ سب سے پہلے ان کیڑوں کا علاج کریں۔ کیڑے خارج کرنے کے لئے یہ آسان نسخہ استعمال کریں۔

درخت انار ترش کے پوست اور جڑ ۵ تولہ کو پاؤ بھر پانی میں جوش دیں نصف پانی رہنے پر چھان کر پی لیں۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ یہ عمل کریں۔

ریح کے اخراج کے لئے نمک اور باجرہ ہموزن لے کر ان کی پوٹلی بنائیں اور توے پر گرم کر کے روزانہ رات سوتے وقت معدہ اور شکم پر پانچ دس منٹ تک اس کی ٹکور کریں۔ نیز روزانہ صبح و شام کھانے کے بعد جوارش کمونی $\frac{6}{1}$ ماشہ کھائیں۔ اور الائچی اور گلاب کا پانی پئیں نیز کھانے کے ساتھ پودینہ اور دھنیا کی چٹنی کھایا کریں۔

ٹی بی کے نسخے کی وضاحت

س : آپ کا مضمون ۲۸ رمئی کے خدام الدین میں ٹی بی کے بارے میں شائع ہوا ہے۔ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں ـــ کہ کون سی ہلدی کا سفوف تیار کیا جائے نیز کیا ٹی بی گلینڈز بھی ہلدی والے نسخے سے ختم ہو سکتے ہیں جو بدن کے بعض حصّوں میں ہوتے ہیں جن سے بخار بھی ہوتا ہے اور جسم سوکھنا شروع ہو جاتا ہے۔

مرزا محمد صادق۔ ہیڈ کلرک ظفر کاٹن فیکٹری نواب پور روڈ، ملتان)

ج : ٹی بی کے نسخے میں روزمرہ استعمال میں آنے والی ہلدی شامل کریں۔ ہلدی کی سالم گرہ لے کر اُسے خود باریک پیس لیں۔

ٹی بی گلینڈز بھی اسی نسخے سے انشاء اللہ دور ہو جائیں گی۔ البتہ گلے میں جو گلٹیاں ہوتی ہیں اور جنہیں خنازیر یا ہجیراں کہتے ہیں ان کے لئے طب یونانی میں بے شمار نسخے موجود ہیں۔

قرآن پاک

پڑھئے —— عمل کیجئے

—— اور دارین میں کامیابی حاصل کیجئے

بہترین طباعت سے آراستہ • عمدہ کاغذ • شاندار جلد

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا

مترجم و محشیٰ

قرآن عزیز

خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے

قسم اعلیٰ ۲۰/۰۰ روپے قسم اول ۱۰/۰۰ روپے قسم دوم ۵/۰۰ روپے قسم سوم ۵/۰۰ روپے

ناشر

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور